





# اِیصالِ ثواب

مؤلف


حضرت علامہ مولانا

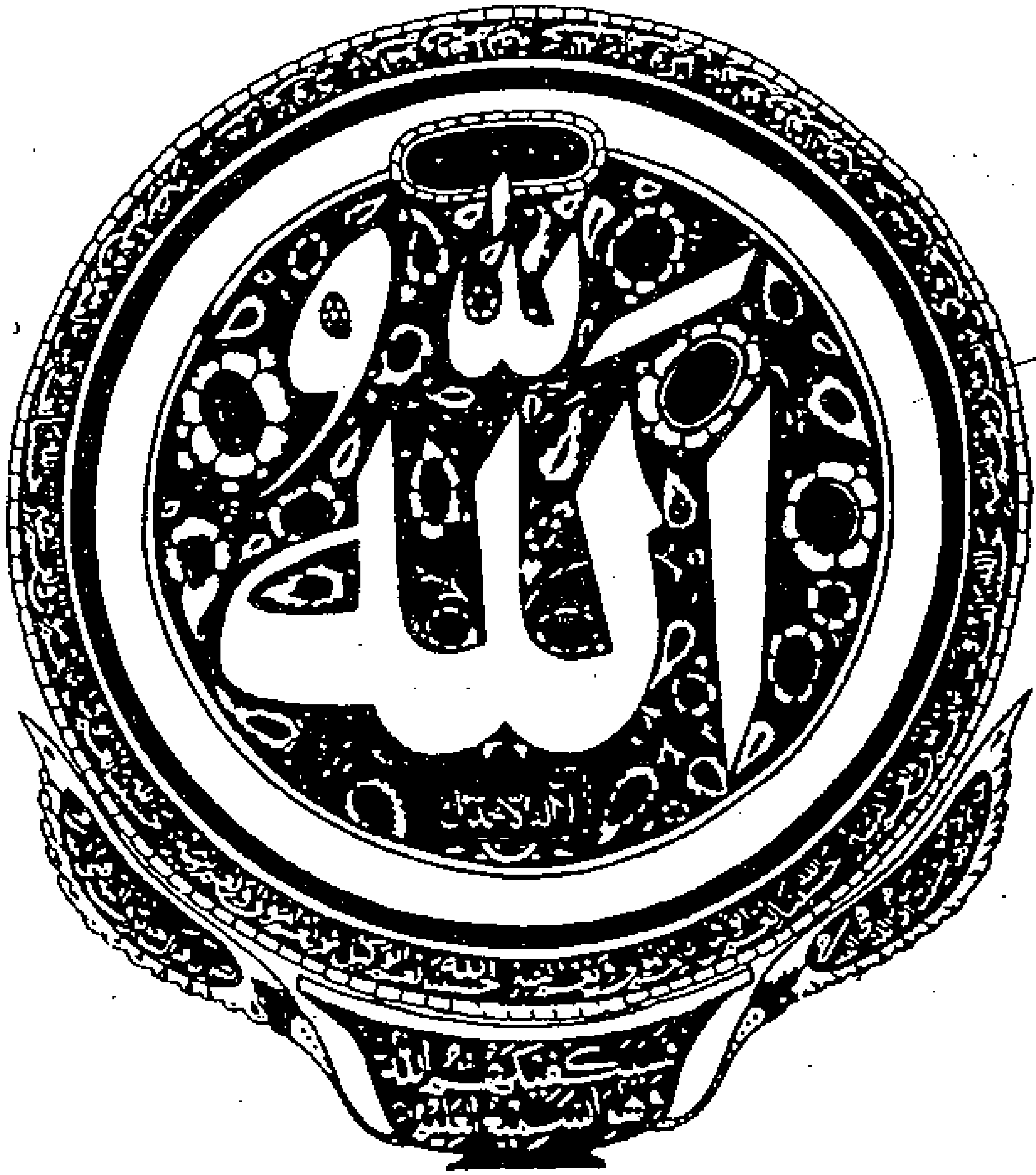
منیر احمد یوسفی صاحب (ایم۔اے)

ایڈیٹر ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور


ملنے کا پتا


جامع مسجد نگینہ بلاک بی III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔

فون: 6823128 موبائل: 0300-4274936




اسم ذات کے قطعہ مبارک کو اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے ترتیب دیا اور خوش خط نقش و نگار سے مزین فرمایا اور آپ کے برادرِ حقیقی قطب الاقطاب حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب علیہ الرحمہ نے خصوصی طور پر قطب جلی پیر طریقت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو عطا فرمایا اور آپ کی طرف سے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی (ایم اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور نے برادرانِ طریقت اور احباب کیلئے شائع کیا۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ایصالِ ثواب

تصنیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور



ملنے کا پتا:

جامع مسجد نگینہ

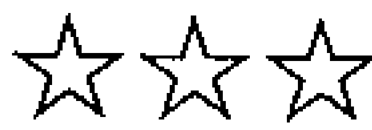
A-977 بلاک بی III، گجر پورہ، چائنہ سکیم لاہور۔ 6823128

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | ''ایصالِ ثواب'' |
| مصنف | : | منیر احمد یوسفی (ایم-اے) |
| | | مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور۔ |
| کمپوزر و ڈیزائنر | : | محمد عثمان علی یوسفی، محمد عظیم احمد یوسفی۔ |
| کمپوزنگ | : | ابوبکر کمپوزنگ سینٹر. 6846677 |
| پروف ریڈنگ | : | صاجزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، علامہ محمد احمد یوسفی |
| | | رشید احمد جنجوعہ یوسفی، علامہ محمد مبارک علی یوسفی |
| سن اشاعت | : | صفر المظفر ۱۴۲۸ھ |
| بار پنجم | : | ۱۱۰۰ |
| ہدیہ | : | ۴۰ روپے |
| ناشرین | : | صاجزادہ بشیر احمد یوسفی |
| | | صاجزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی |
| | | صاجزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی |

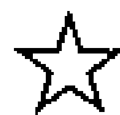
ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

# فہرست مضامین







# بہ فیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،
نیّرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،
پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ رسول، فنافی الرّسول،
پروانۂ توحید و رسالت، امینِ علم لدُنی،
حضرت قبلہ علامہ مولانا

## حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی
قدس سرہٗ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات
آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ اگ ۔ ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

# انتساب

بندۂ ناچیز ''ایصالِ ثواب'' نامی اپنی اِس کتاب کو اپنے والدین مرحومین کے نام منسوب کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ جتنے لوگ اِس کتاب کو پڑھیں وہ اپنی فکر کو قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کے مطابق درست فرمائیں اور جو جو دینی بھائی اِس مستند کتاب کو پڑھ کر مسئلہ ''ایصالِ ثواب'' سے متفق ہو کر اپنے کسی عزیز، رشتہ دار وغیرہ کو ایصالِ ثواب کریں، وہ دُعاؤں میں بندۂ ناچیز کے والدین مرحومین کو بھی یاد رکھیں۔

نیاز کیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تقدیم

معاشرتی زندگی، انسانی فطرت کے مطابق ہی نہیں بلکہ انسان کی ضرورت بھی ہے جو معاشرے کی تشکیل اور تقسیم کار کو جنم دیتی ہے اور یہ تقسیم کار معاشرتی افراد کی منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ خود خالقِ کائنات نے مختلف انسانوں کو مختلف صلاحیتوں سے نوازا اور جسے جس کام کے لیے پیدا فرمایا اُس کے لیے اُس کام کو آسان بھی فرمایا اور اُس میں اُس کے لئے کشش بھی پیدا فرمادی۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لکل یسر لما خلقه له** ''جس آدمی کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا وہ اُس کے لیے آسان کردیا گیا ہے''۔

قدرت و حکمت خداوندی کے ظہور اور ارشاد رسول کریم ﷺ کی صداقت کی بے شمار علامتوں میں سے ایک علامت مبلغِ اسلام علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی ذات والا صفات ہے۔ کالج و یونیورسٹی اور دنیاوی مذاہب کی منازل طے کرتے کرتے وہ محراب و منبر کی زینت بنتے ہیں تو روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ خالقِ کائنات جس شخص کی تخلیق جس مقصد کے تحت فرماتا ہے اُس کی گردشِ حیات کی سوئی اُسی نکتے پر جا ٹھہرتی ہے۔

علامہ منیر احمد یوسفی زید مجدہٗ نے دنیاوی ملازمتوں کو ٹھوکر ماری اور صرف اللہ جل جلالہ اور اُس کے رسول معظم ﷺ کی ملازمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تو زندگی تبلیغ دین کے لیے وقف ہوگئی۔ یہی نہیں بلکہ اُنہوں نے مال کے ساتھ ساتھ حال کو بھی تبلیغِ دین کا ذریعہ بنایا۔

کہاں وہ کوٹ پتلون پہننے والا بابو اور کہاں دستار اور تہبند میں ملبوس درویش صفت، سنّتِ نبوی کا پابند، مبلّغ دین اور روحانی پیشوا، زمین و آسمان کا فرق

ہے۔ لیکن یہ خواب نہیں، موہومہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔

علامہ منیر احمد یوسفی کا خطاب جہاں عوام الناس کی تمناؤں کو پورا کرتا ہے وہاں علمی ذوق رکھنے والے اصحاب کو بھی اُن کی تقریر سے علمی جواہر پارے دستیاب ہوتے ہیں اور یہ بات خود اُن کے علمی ذوق اور محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بلکہ ہمارے واعظین اور مقررین کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

علامہ یوسفی زید مجدہٗ نے دروس و خطابات کے ساتھ ساتھ قلم و قرطاس سے رابطے کی اہمیّت کو اپنے دل میں جگہ دی اور ایک علمی تحقیقی ماہنامہ کی صورت میں مسلمانوں کو "سیدھا راستہ" دیا۔ "سیدھا راستہ" کی خوبی یہ ہے کہ اِس میں مختلف مسائل پر باحوالہ بلکہ باحوالہ جات گفتگو ہوتی ہے اور معمولاتِ اہلسنّت کے منکرین کا ردّ خود اُن کے اکابر کے اقوال سے کیا جاتا ہے جو یقیناً نہایت ہی موثر اندازِ تبلیغ ہے۔

چنانچہ اُنہوں نے "ایصالِ ثواب" پر نہایت علمی تحقیق "سیدھا راستہ" کے صفحات پر رقم فرمائی اور بتایا کہ جس طرح انسان اِس فانی زندگی میں مختلف چیزوں کا محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے، عالم برزخ میں بھی اِس کی ضروریات و حاجات ہوتی ہیں اور وہ ثواب کا حصول ہے۔ لہٰذا مسلمان بھائی کی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ اُسے ایصالِ ثواب کیا جائے۔ انہوں نے اِس بات کو بھی واضح فرمایا کہ جس طرح کوئی شخص اپنی ملکیت کو ہبہ کرنا چاہے تو شرعاً اِس میں کوئی قباحت نہیں۔ اِسی طرح تلاوتِ قرآنِ پاک یا صدقات وخیرات کے ذریعے انسان کو جو ثواب رحمتِ خداوندی کے تحت حاصل ہوتا ہے وہ کسی بھی مسلمان کو ایصالِ ثواب کر سکتا ہے۔ ایسی وقیع تحریر کو اب عمومی اور دائمی استفادہ کے لیے کتابی شکل دی گئی ہے۔ کتاب مستطاب "ایصالِ ثواب" میں علامہ منیر احمد یوسفی نے ایصالِ ثواب پر کتاب وسنّت سے دلائل کے انبار لگا دیے ہیں بلکہ غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کے اکابر کے اقوال سے بھی اِس کارِ خیر کو ثابت کیا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ اِس بات کو بھی

واضح کیا ہے کہ موجودہ دور کے اہل بدعت (دیوبندی، وہابی) ایصالِ ثواب جیسے متفق علیہ مسئلہ کے رد کے لیے طرح طرح کے حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اصل مسئلہ کا انکار نہیں کر سکتے جو یقیناً اُن کی معاندانہ سوچ کا نتیجہ ہے۔

المختصر علامہ منیر احمد یوسفی زید مجدہٗ کی یہ مبارک تصنیف ''ایصالِ ثواب'' کے لیے نہایت مفید انسائیکلوپیڈیا ہے جس کی اہمیت وافادیت سے انکار کی مجال نہیں۔

بارگاہِ خداوندی میں دُعا ہے کہ رحمٰن و رحیم ذات، علامہ یوسفی کی دینی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اُن کی اِس گراں مایہ تصنیف ''ایصالِ ثواب'' کو ہدایت یافتہ لوگوں کے لیے مزید استفادہ اور گم گشتگانِ راہ کے لیے باعثِ ہدایت بنائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین علیہ التحیتہ و التسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ

۲۰ دسمبر ۱۹۹۷ء (ہفتہ)

# حرفِ آغاز

مسلمان کی زندگی صرف اِسی دنیا تک نہیں بلکہ عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت میں بھی ہے اور عالمِ آخرت کی زندگی ابدی زندگی ہے۔ جبکہ کافر اپنے نظامِ زندگی کو اِس دنیا تک محدود سمجھتا ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی کے معاملات سے بالکل انکاری ہے۔ حالانکہ قرآنِ مجید اور احادیثِ مقدسہ میں مسلمانوں کے لیے قیامت کے دن جزا و ثواب اور کافروں کے لیے سزا و عذاب کا بڑی تفصیل سے ذکر موجود ہے۔

مسلمانوں کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اِن کو مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچتا ہے۔ نیز اسلامی نظام میں کئی ایسے اعمال بھی ہیں کہ زندہ آدمی اگر میّت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے کرے تو اُن کا ثواب اور نفع بھی میّت کو پہنچتا ہے جسے عرف عام میں ایصالِ ثواب کہتے ہیں۔

''ایصال'' کا مادہ ''و۔ص۔ل'' ہے اور ''وصل'' کے معنی ''ملانے'' کے ہیں یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملا دینا۔ اَوْصَلَہٗ اِیْصَالًا ''اُس کو اُس تک پہنچا دیا یا اُس کے ساتھ ملا دیا''۔

''ثواب'' کا مادہ ''ث۔و۔ب'' ہے۔ لغوی اعتبار سے ''ثواب'' کا لفظ خیر و شر دونوں قسم کی جزا پر بولا جاتا ہے لیکن اکثر اور متعارف استعمال نیک اعمال کی جزا پر ہے۔ اِس لیے ثواب کے معنی بھلائی، نیکی، نیک کام کی جزا یا اچھا بدلہ کیے جاتے ہیں۔ تو ایصالِ ثواب کے معنی ہوئے بھلائی اور نیکی کا ثواب پہنچانا۔

منظور احمد نعمانی صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب ''تحقیق ایصالِ ثواب'' (شائع کردہ مکتبۃ الفرقان ۴/۶۶ کرشنا سٹریٹ گوالمنڈی لاہور) میں ''تقریب'' کے عنوان سے صفحہ ۳ پیرا نمبر ۲ سطر نمبر ۱۰ میں لکھا ہے:۔

"یہ مسئلہ اگرچہ جمہور اُمت کے نزدیک مسلم بلکہ معمول بنا رہا ہے اور تفصیلات اور جزئیات کے بعض معمولی اختلاف کے باوجود اِس پر آئمہ امت کا خلفاً عن سلف اتفاق اور اجماع رہا ہے کہ زندوں کی دُعا و استغفار سے اور موتی کے لیے صدقات وغیرہ کرنے سے میّت کو نفع ہوتا ہے اور ثواب پہنچتا ہے"۔ (من وعن)

"حاملانِ دین کے وہ تمام طبقے جن کی وساطت سے علمِ دین کی امانت ہم تک پہنچی ہے یعنی فقہاء و مجتہدین اور محدثین و مفسرین سب ہی اِس کے قائل ہیں اور اپنے نزدیک قابلِ اتباع دلائل و براہین کی بنیاد پر قائل ہیں۔ لیکن ہمارے زمانے کے بعض حضرات کو اِس سے انکار ہے اور اِس انکار میں زیادہ حصہ اُن لوگوں کا ہے جن کو حدیث کی حجت دِینی ہونے پر یقین و اعتماد نہیں ہے"۔

غیر مقلدین کے ترجمان وحید الزماں صاحب نے اپنی کتاب "تیسیر الباری" شرح بخاری کی جلد ۴ ص ۲۲ پر لکھا ہے کہ: "میّت کو خیرات اور صدقے کا ثواب پہنچتا ہے لیکن معتزلہ نے اِس کا انکار کیا ہے"۔

اِسی طرح ایک اور بے دین گمراہ فرقہ جسے "خوارج" کہتے ہیں وہ بھی ایصالِ ثواب کا منکر ہے۔ نیچریوں اور اہلِ قرآن کا لاہوری قائد غلام احمد پرویز بھی ایصالِ ثواب کا منکر ہے۔

فرقہ پرستی کی ستم ظریفی دیکھیے کہ بعض لوگ محض فرقہ پرستی اور تعصب کی بُری بلا کے اِس قدر قابو میں ہیں کہ لفظوں کی جنگ کے ذریعے اپنی بے چین روح کو تسکین پہنچاتے ہیں۔

ہفت روزہ "اہلحدیث" کے ۲۶ جون ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں "بدعات کی حقیقت" کے عنوان سے رانا محمد اکبر صاحب کا دو کالمی ۴ صفحات پر مشتمل ایک مضمون شائع ہوا، جس میں میّتوں کو ایصالِ ثواب کے عمل کو حدیث مبارکہ کے اِن الفاظ سے رد کرنے کی کوشش کی کہ "اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ" کہ

''جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے''۔ (کالم ا ص ۱۳)

حالانکہ پوری حدیث شریف نقل کرنی چاہئے تھی۔ پورے مضمون میں ایصالِ ثواب کے رد پر زور لگا دیا ہے۔ مگر اختتام پر بے بس ہوکر لکھ دیا کہ ایصالِ ثواب کے فیض سے وہی لوگ سیراب ہوتے ہیں جو اپنی دنیوی زندگی میں صوم وصلوٰۃ کے پابند اور صرف ایک خدا کی حاجت روائی اور مشکل کشائی پر صابر وشاکر رہتے ہیں۔ لیکن گناہ کی پاداش میں عذابِ قبر کی اذیت میں مبتلا کردیئے گئے ہوں۔ ایسے لوگوں کو اِس اذیت سے چھٹکارا دلانے والے تین طریقوں کی وضاحت حدیث پاک میں ملتی ہے۔ ''جب انسان مرگیا تو اُس کا عمل ختم ہوگیا سوائے تین طریقوں کے (۱) صدقہ ٔ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے اور (۳) صالح اولاد جو اُس کے لیے دُعا کرے''۔

صاحبِ مضمون نے نہایت نادانی کا مظاہرہ کرنے کے بعد پھر وہ بات لکھی جسے مذہب مہذب، مسلکِ حقہ اہلسنّت وجماعت کے پیروکار بڑے دلائل اور بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کیا ایسے افراد قومی اتحاد واتفاق کی فضا میں زندگی بسر کرسکتے ہیں جن کے پیشِ نظر محض فرقہ پرستی کے بھوت کی تسکین ہو اور سچی بات کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہوں؟

غیر مقلدین کے دوسرے ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے '۱۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء کے شمارہ ۱۳۔۱۲' جلد ۳۲ ص ۱۲ کے پہلے پیرا میں اِس حقیقت کو کہ فوت شدہ لوگوں کو ثواب پہنچتا ہے' تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ''انسان کے مرنے کے ساتھ انسان کے اعمال اور اُن کا ثواب بند ہوجاتا ہے مگر چند اعمال ایسے ہیں کہ اگر انسان اپنی زندگی میں وہ کام کرجائے تو اُس کے مرنے کے بعد بھی اُن کا ثواب برابر پہنچتا رہے گا اور بعض ایسے اعمال بھی ہیں کہ زندہ آدمی میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے

کرے تو اُن کا ثواب اور نفع میّت کو پہنچ جاتا ہے"۔

ایصالِ ثواب کے لیے میّت کا مومن، صحیح العقیدہ ہونا شرط ہے کیونکہ کافر، مشرک، منافق اور بدعقیدہ کو ثواب قطعاً نہیں ملتا۔ اِس کتاب میں اِسی مسئلہ کو قرآن مجید واحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بالصراحت بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ قارئین کرام کو کوئی ابہام نہ رہے۔

خیراندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

# دُعا

# و

# اِستغفار

# بحوالہ

# آیاتِ قرآنیہ

# اور

# احادیثِ مبارکہ

# دُعا و اِستغفار بحوالہ آیاتِ قرآنیہ

ایصالِ ثواب کے سلسلہ میں سب سے پہلے دُعا اور استغفار کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ دُعا اور اِستغفار کے عنوان سے جو آیاتِ مبارکہ واحادیثِ مبارکہ بیان کی جائیں گی اُن میں اِس بات کا ذکر ہوگا کہ کن کے لیے دُعا و اِستغفار سود مند ہے اور کن کے لیے نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نوری فرشتے اہلِ ایمان کے لیے خالقِ کائنات کے حضور اُسی کے حکم سے مصروف دُعا ہیں۔ ملاحظہ ہو

## آیت مبارکہ نمبر ا

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ○ (المؤمن:۷)

”وہ (فرشتے) جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اِس کے اردگرد ہیں، اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے اور اُس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اے ہمارے رب تیری رحمت وعلم میں ہر چیز سمائی ہے تو اُنہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور اُنہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے“۔

اِیمان والوں کے لیے ہمہ وقت مغفرت کی دُعائیں ہو رہی ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں اِیمان والے کہ عرشِ عظیم جیسے مقدس مقام پر معصوم مخلوق، حاملینِ عرش، حمد الٰہی کے ساتھ ساتھ اِن کی بخشش کے لیے ہر لمحہ دُعا کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ

دُعا درجہء قبولیت کے کمال تک پہنچی ہوئی ہے جس کے رد کی کوئی صورت نہیں۔

## آیت مبارکہ نمبر۲

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحشر: ١٠)

"اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے اِیمان لائے اور ہمارے دل میں اِیمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار بے شک تو نہایت مہربان، رحم فرمانے والا ہے"۔

اِس آیتِ مبارکہ کو غیر مقلدین کے ترجمان رسالوں نے بھی نقل کیا ہے۔ دیکھیں! [الاعتصام جلد ٣٢ شمارہ ١٢۔١٣ ذوالحجہ ١٤٠٠ ص ١٤ اور ہفت روزہ اہلحدیث ٢٠ جون ١٩٩٢ء ص ١٥]

مودودی صاحب نے "تفہیم القرآن" میں سورۃ الحشر کی آیت نمبر ١٠ کی تشریح میں لکھا ہے۔ "اِس آیت میں ایک اہم اخلاقی درس مسلمانوں کو دیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں کسی دوسرے مسلمان کے لیے بغض نہ ہونا چاہئے اور مسلمانوں کے لیے صحیح روش یہ ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے حق میں دُعائے مغفرت کرتے رہیں" (تفہیم القرآن جلد ٥ ص ٤٠٣، ابن کثیر جلد ٤ ص ٢٩٥)

عبدالماجد دریا بادی دیوبندی صاحب نے اپنی تفسیر "ماجدی" میں محولہ بالا آیت کی شرح میں لکھا ہے: "اپنے سے پہلے کے اِیمان والوں کے حق میں دُعائے مغفرت کرنا علاماتِ اِیمان سے ہے"۔ (جلد ٢ ص ١٠٩٣)

اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:

"اِس میں سابقین کے لیے دُعا کرنے کی ترغیب ہے اور صوفیاء کی تو یہ عادتِ لازمہ ہے اپنے سلف کے لیے دُعا اور ایصالِ ثواب کرنے کی"۔ (مسائل

السلوک تفسیر بیان القرآن ص ١٠٥٢)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے ''سابقین کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں''۔ (تفسیر عثمانی ص ٧٣٩ حاشیہ ٣٢)

مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب نے لکھا ہے۔ ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مسلمانوں کو اصحابِ محمد ﷺ کے لیے اِستغفار اور دُعا کرنے کا حکم دیا''۔ (معارف القرآن جلد ٨ ص ٣٨١)

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیرِ آیت لکھا ہے ''اے اللہ (عزوجل) اور رحمت نازل فرما اُن لوگوں پر بھی جو بخوبی صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی پیروی کرنے والے ہوں اور کہتے ہوں اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے اِیمان لائے تھے''۔ (تفسیر مظہری جلد ٩ ص ٢٤٥)

آیت مبارکہ نمبر ٣

وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ؕ (الشوریٰ:٥) ''اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے ہیں اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں''۔ یعنی اِیمان والوں کے لیے کیونکہ آخرت میں بخشش صرف اِیمان والوں کی ہوگی۔

## حضرت نوح علیہ السلام نے دُعا فرمائی:

آیت مبارکہ نمبر ٤

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ؕ (نوح:٢٨)

''اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو اِیمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو (جو

زندہ ہیں اور جو وصال کر چکے ہیں)''۔

اِس آیتِ پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کے والدین کریمین کا بھی ذکر ہے جن کے نام بلدین متوشلخ (والد) شمخا بنت اخوش (والدہ) تھے۔ دونوں موحد اور مومن تھے۔ [1]

قرآن حکیم میں اِیمان والوں کے لیے بخشش کی دُعائیں اور اِستغفار کرنا ثابت ہے اِس لیے کسی کا یہ کہنا کہ مرنے والا تو مر گیا اب اِس کے لیے کوئی دُعا یا اِستغفار سود مند نہیں۔ ایسا وہی شخص کہہ سکتا ہے جو منکرِ قرآنِ کریم ہو یا جس نے نہ تو کبھی قرآن مجید پڑھا ہو اور نہ ہی مسلمان ہونے کے ناطے سے دینِ اسلام اور دینی معلومات اور معمولات سے آگاہ ہو۔ مگر جس نے عقل و شعور اور اِیمان کی شمع کو روشن کر کے قرآنِ پاک پڑھا ہو گا وہ انکار نہیں کر سکتا۔

منافقین، مشرکین اور کفار کے لیے بخشش کی دُعا کرنا قطعاً منع اور حرام ہے۔ ہاں البتہ! جب تک ایسے لوگ زندہ ہوں، اُس وقت تک اِن لوگوں کی ہدایت اور بخشش کی دُعاؤں کی اجازت ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے دُعائیں کرتے رہنا چاہئے اور جب بحالتِ کفر و شرک اور منافقت ہی میں مر جائیں تو اِن کی بخشش کے لیے دُعا کرنا یا کروانا قطعاً حرام ہے۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا (آزر) کا واقعہ:

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے چچا آزر کو (جو کہ بت ساز اور بت پرست تھا) راہ راست پر لانے کے لیے دعوت و تبلیغ فرماتے رہے اور جب تک وہ زندہ رہا اُس کی ہدایت کے لیے دُعا بھی کرتے رہے۔ جس کی تفصیل قرآنِ مجید میں حسبِ ذیل رقم ہے۔

''جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا سے کہا

[1] جلالین ص ۶۹ ۷، فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۰۲، مدارک جلد ۵ ص ۲۶۹، تفسیر الوسیط ص ۱۷۷، قرطبی، جلد ۹ جز ۱۸ ص ۳۱۷، مظہری جلد ۱۰ ص ۷۸۔

اے میرے چچا کیوں ایسے کو پوجتے ہو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تیرے کچھ کام آئے؟ اے میرے چچا میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں آیا'' تو پھر فرمایا:

فَاتَّبِعْنِیْٓ اَهْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ○ (مریم:۴۳)

''تو میرے پیچھے چلا آ، تا کہ میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں''۔

''اے میرے چچا شیطان کا بندہ نہ بن' بے شک شیطان، رحمٰن کا نافرمان ہے۔ اے میرے چچا میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا کوئی عذاب پہنچے تو تو شیطان کا رفیق ہو جائے''۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بہت خوبصورت' دل نشین اور کایا پلٹ وعظ فرمایا مگر بت پرست چچا نے باوجود پیار اور وعظ سننے کے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یَآ اِبْرٰهِیْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ○ (مریم:۴۶)

''بولا اے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے؟ بے شک اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھ پر پتھراؤ کروں گا اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جا''۔

جواباً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ''بس تجھے سلام ہے''۔

سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا ○ (مریم:۴۷)

''قریب ہے کہ میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا، بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے''۔

چنانچہ آپ نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی:

وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ○ (الشعراء:۸۶)

''اور میرے چچا کو بخش دے، بے شک وہ گمراہ ہے''۔

یعنی میرے چچا آزر کو ایمان و توبہ کی توفیق عطا فرما جس سے وہ تیری

بخشش کا مستحق ہو جائے۔ جیسا کہ آگے سورت توبہ کی آیت ۱۱۴ کے حوالے سے آپ پڑھیں گے۔

سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر ۴ میں رب ذوالجلال والاکرام نے فرمایا:

"بے شک تمہارے لیے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور اُس کے ساتھ والوں میں اچھی پیروی تھی۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جنھیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا تم پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لیے دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی"۔

حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ (آیت:۴)

"جب تک کہ تم ایک اللہ (جل جلالہ) پر ایمان نہ لے آؤ مگر (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے چچا سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا"۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ایک واقعہ اِس بات کی وضاحت کے لیے تفاسیر میں لکھا ہوا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا اور سنا کہ وہ اپنے مشرک (کافر) والدین کے لیے مغفرت کی دُعا کر رہا ہے تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اُسے منع فرمایا۔ اُس نے بارگاہِ حیدر کرار رضی اللہ عنہ میں عرض کی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی تو اپنے مشرک (کافر بت پرست) چچا کے لیے دُعا کی تھی اور فرمایا تھا کہ سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ (مریم:۴۷) "میں تیرے لیے اپنے پروردگار سے معافی چاہوں گا"۔[۲] جب مذکورہ شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا تو یہ بات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثناء کی خدمت اقدس میں عرض کی گئی تو خالقِ کائنات نے اِس بات کا جواب عطا فرمانے کے لیے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ کریم کی آیتِ پاک نازل فرمائی:-

وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ

---

۲۔ تفسیر ابن جوزیہ جلد ۳ ص ۱۴۴، ۱۱۵، تفسیر قرطبی جلد ۴ جز ۸ ص ۲۷۴۔

وَّعَدَهَآ اِیَّاہُ ج فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ تَبَرَّاَ مِنْہُ ط (توبہ:۱۱۴)

''اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے چچا کی بخشش چاہنا تو ایک وعدہ کے سبب تھا جو اُس سے کر چکے تھے پھر جب (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ (جل مجدہٗ الکریم) کا دشمن ہے تو اُس سے بیزار ہو گئے''۔ ۳

تفسیر مجمع البیان میں ہے: ''اِستغفار کا وعدہ صرف زندگی تک تھا' شرطِ ایمانی کے ساتھ اِستغفار ہے۔ مرنے کے بعد دُعا ترک کر دی''۔ ۴

یعنی آپ پر وحی نازل ہوئی کہ آزر کا خاتمہ کفر پر ہو گیا۔ اِس طرح کہ وہ کفر پر مر گیا تو آپ نے اُس کے لیے دُعائے مغفرت فرمانا بند کر دی اور دل سے بیزار ہو گئے کہ کافر سے یہ بیزاری چاہیے اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔

''پھر وہ کفر پر مرا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا دشمن تھا تو آپ نے اُس کے لیے دُعا ترک فرما دی''۔ ۵

بعض مومنین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ کیا اپنے کافر قرابت داروں کے لیے دُعائے مغفرت کرنی چاہیے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ (التوبہ:۱۱۳)

''نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اور اہلِ اِیمان کی شان کے لائق نہیں کہ مشرکوں (کافروں) کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں کہ اُنہیں کھل چکا (یعنی یہ واضح ہو گیا کہ وہ کافر مرے ہیں اور یہ) کہ وہ دوزخی ہیں''۔ ۶

۳ مظہری جلد۴ ص ۳۰۸' المراغی جلد۱۱ ص ۳۷۔ ۴ مجمع البیان جلد۵ ص ۷۷۔ ۵ قرطبی جلد۴ جز۸ ص ۲۷۴۔ ۶ مظہری جلد۴ ص ۳۰۷۔۳۰۶' المراغی جز۱۱ ص ۳۶' روح البیان جلد۳ ص ۵۲۱' مسلم جلد۲ ص ۳۶۸' بخاری جلد۲ ص ۶۷۵' ۵۶۲' تفسیر المینار جلد۱۱ ص ۵۶' تفسیر مصری ص ۲۱۳' مجمع البیان جلد۵ ص ۷۶۔

# حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لیے دُعائے مغفرت

## آیت مبارکہ نمبر ۵

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ (ابراہیم:۴۱) ''اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا''۔

یہاں والدین سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سگے والد حضرت تارخ اور والدہ حضرت متلی بنت نمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں مومن اور موحد تھے۔ اِن کے لیے بڑھاپے میں دُعائے مغفرت فرمائی۔ یہ دُعا حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی ولادت کے بعد فرمائی۔ صاحبِ مجمع البیان نے لکھا ہے: ''ہمارے اصحاب نے اِس سے استدلال کیا ہے کہ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے والدین کافر نہیں تھے۔''[۷] آزر آپ کا دور کا چچا تھا جس سے آپ اپنی جوانی میں ہی بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مر چکا تھا۔

قرآنِ مجید میں ''اب'' باپ' چچا' تایا اور دادا وغیرہ کو کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر آیت میں وَلِوَالِدَیَّ کی جگہ ابوی کا لفظ ارشاد ہوتا تو خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لیے بھی دُعائے مغفرت کی ہو۔ اِس (شبہ) کو دفع کرنے کے لیے وَالِدَیَّ فرمایا۔ یعنی حقیقی ماں باپ۔[۸]

# منافقین کے لیے بخشش کی دُعا

شروع شروع میں منافقین کے لیے دُعائے بخشش و مغفرت کی رخصت تھی۔ ابھی قانونِ ممانعت نازل نہیں ہوا تھا کہ غزوۂ مریسیع کے موقع پر ایک روح فرسا واقعہ رونما ہوا جس میں جھجاہ غفاری اور سنان بن وبر جھنی

[۷] مجمع البیان جلد ۵ ص ۳۱۹۔ [۸] تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۲۷۹۔

آپس میں لڑ پڑے۔ سنان، عبداللہ بن ابی کا حلیف تھا۔ حضرت جہجاہ رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لیے پکارا اور سنان نے انصار کو پکارا، اِس موقعہ پر عبداللہ بن ابی منافق نے حضور نبی کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کی شان میں انتہائی نازیبا گفتگو کی اور زبردست قسم کی گستاخی کا مرتکب ہوا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے چیلوں چانٹوں سے کہنے لگا اگر تم اِن مہاجرین کو اپنا جھوٹا نہ دو تو یہ لوگ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔ اب تم اُنہیں کچھ نہ دینا اور پھر اس نے بکواس کی کہ مدینہ (شریف) پہنچنے پر ہم عزت والے، ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اِس کی بکواس پر جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے تو ہی ذلیل ہے۔ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عزت بخشی ہے اور مسلمان اُن سے محبت کرتے ہیں۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بولا، میں تو ہنسی کر رہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے دریافت فرمایا تو اُس نے جھوٹ بول دیا اور جھوٹی قسم کھالی۔ اُس کے ساتھی بولے عبداللہ بن ابی سچا ہے۔ (حضرت) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو دھوکا ہو گیا ہوگا۔

مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمائی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''ابن ابی'' کو کہا توبہ کرو اور سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اِستغفار کروالو تو اُس نے انکار کیا۔ چنانچہ قرآن پاک کی آیت مبارکہ کا نزول ہوا جس میں رئیس المنافقین ابن ابی کی تکذیب فرمائی گئی۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ○ (المنافقون:۵)

''اور جب اُنہیں کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے لیے معافی چاہیں تو اپنا سر گھماتے ہیں اور تم اُنہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں''۔ بعد ازیں ربّ کائنات جل مجدہٗ الکریم نے فرمایا:۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط لَن

يَغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ (المنافقون:٦)

"اِن پر ایک سا ہے آپ (ﷺ) اِن کی معافی چاہیں یا نہ چاہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا"۔

یاد رہے کہ اِس موقع پر دُعا کا قبول نہ ہونا حضور نبی کریم ﷺ کی انتہائی تعظیم ہے۔ مطلب یہ کہ آپ ﷺ تو اپنی شانِ رحمت سے اُس کے لیے دُعا کریں گے۔ مگر جو مردود آپ ﷺ سے بے نیاز ہو جائے اور جو آپ ﷺ کا ذرّہ بھر بھی مخالف اور بے ادب ہے اُس کی بخشش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ کی یہ شانِ رحمۃ اللعالمینی ہے کہ اپنے مخالف کے لیے بھی دُعا کرتے ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ' آپ ﷺ سے محبت کی بناء پر گستاخوں کو معاف کرنے کا نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تو صرف اُسے بخشے گا جو آپ ﷺ کا نیاز مند' مؤدب اور محبّ ہوگا۔

## رئیس المنافقین کی موت:

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جب مر گیا تو اُس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' جو رسول اللہ ﷺ کے مخلص اور عاشق صحابی تھے' نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے باپ پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیص بھی اُس کو عطا فرما دیں کیونکہ وہ یہ وصیت کر کے مرا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا' آپ (ﷺ) اِس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اِستغفار فرمائیں۔ جبکہ صورت حال یہ تھی کہ سرکار کائنات ﷺ بہتر جانتے تھے کہ ابھی تک منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت نہیں فرمائی گئی تھی۔ علاوہ ازیں حضور نبی کریم ﷺ کو یہ خبر تھی کہ اِس کی نماز جنازہ پڑھنے سے ایک ہزار منافق اِیمان لائیں گے۔ چنانچہ اُس کو قمیص دی گئی اور نماز جنازہ بھی پڑھی گئی۔ چونکہ عبداللہ بن ابی' رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ تھا، اِس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے لئے اور دیگر سارے

منافقوں کے لیے فرمایا: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ (التوبہ:۸۰)

''آپ (ﷺ) اُن کے لیے معافی چاہیں یا نہ چاہیں اگر آپ ﷺ ستر بار بھی اُن کے لیے معافی چاہیں گے تو اللہ (جل جلالہ) اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ اِس لیے کہ وہ اللہ (جل شانہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) کے منکر ہوئے''۔ ۹ چنانچہ نماز جنازہ کی وجہ سے ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر کہ ایسا مردود بھی حضور ﷺ کے لباس شریف سے برکت چاہتا ہے' ایمان لے آئے۔ ۱۰

بعدازیں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:-

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (التوبہ:۸۴)

''اور اُن میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا' بے شک وہ اللہ (جل سلطانہ) اور رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے''۔ ۱۱

## مشرک کے لیے دُعائے مغفرت نہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ (النساء:۴۸) ''بے شک اللہ (رب العزت) اِسے نہیں بخشا کہ

۹ تفسیر مظہری جلد۴ ص ۲۷۲، تفسیر النسفی جلد۲ ص ۱۳۸، تفسیر ابو سعود جلد۲ جز۴ ص ۵۷، الکشاف جلد۲ ص ۲۰۴، تفسیر ابن جوزیہ جلد۳ ص ۸۱، تفسیر المینار جلد۱۰ ص ۵۶۷۔ ۱۰ تفسیر النسفی جلد۲ ص ۱۳۹' مظہری جلد۴ ص ۲۷۶' ابن جوزیہ جلد۳ ص ۴۸۱۔۴۸۰' مجمع البیان جز۵ ص ۵۷۔ ۱۱ الطبری جز۱۴ ص ۴۰۶' درمنثور جلد۳ ص ۲۶۶' تفسیر قرطبی جلد۴ جز۸ ص ۲۱۹۔۲۱۸' تفسیر مظہری جلد۲ ص ۲۷۶' بخاری جلد۲ ص ۶۷۴۔

اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔''

یہاں شرک بمعنی کفر بھی ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کا ہر منکر مشرک بھی ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ دُعا اور اِستغفار صرف اور صرف مومنین کے لیے ہے (اور جن کے مرنے والے ایمان دار فوت ہوتے ہیں' وہ دن رات اُن کے لیے دُعائیں اور اِستغفار کرتے ہیں)۔

منافق' کافر اور مشرک مرنے والے کے لیے نہ دُعائے بخشش ہے اور نہ ہی اِستغفار۔ جو لوگ فوت شدگان کے لیے دُعائیں اور اِستغفار نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو بھی روکتے ہیں، خدا معلوم اُن کا اپنے مرنے والوں کے بارے میں کیا عقیدہ ہوتا ہے؟

یہاں تک نصوصِ قرآنیہ سے دُعا و اِستغفار کا ذکر ہے۔اب احادیثِ مبارکہ سے دُعا و اِستغفار کے بارے میں تفصیلی بیان ہوتا ہے۔

## دُعا و اِستغفار برائے میّت بحوالہ احادیثِ مبارکہ

### حدیث شریف نمبر۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ؟ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ** [۱]

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرماتا ہے وہ (بندۂ مومن) عرض کرتا ہے' اے میرے پروردگار مجھے یہ (بلندیٔ درجات) کہاں سے ملی؟۔ ربُّ العالمین اُس سے فرماتا ہے تیرے لیے تیرے بچے کے

[۱] مسند احمد جلد۲ ص۵۰۹' مشکوٰۃ ص۲۰۶۔۲۰۵' مجمع الزوائد جلد۱۰ص۲۱۰' ابن کثیر جلد۷ ص۴۰۹ (الشعب)' الاعتصام (ترجمان غیر مقلدین) ۱۷۔۲۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔۱۴/۲۳۰۔

بخشش طلب کرنے (دُعائے مغفرت کرنے) کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے''۔

نوٹ: صاحبِ مرقاۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اِس مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ''یہاں عبدِ صالح سے مراد (گنہگار) مسلمان ہے جو بخشش کی صلاحیت و قابلیت رکھتا ہے۔ پہلے وہ عذابِ قبر میں گرفتار ہوتا ہے کہ اچانک عذاب موقوف ہو کر جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے''۔

## حدیث شریف نمبر۲

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:۔

مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ هَدِيَةَ الْاَحْيَآءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ اَلْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ [۲]

''قبر میں میت کی حالت اُس ڈوبنے والے شخص کی طرح ہوتی ہے جو مدد طلب کرنے کے لیے لوگوں کو پکارتا ہے۔ وہ ماں' باپ' بھائی یا دوست کی طرف سے (قبر میں) دُعا کا منتظر ہوتا ہے۔ پھر جب اُسے دُعا پہنچ جاتی ہے، تو وہ دُعا اُسے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) زمین والوں کی دُعا سے قبروں والوں کو ثواب کے پہاڑ عطا فرماتا ہے اور یقیناً وصال شدہ لوگوں کے لیے زندوں کا بہترین تحفہ اِستغفار ہے''۔

نوٹ: اِس حدیثِ پاک سے اُن لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو فاتحہ اور ایصالِ ثواب سے لوگوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔

[۲] مشکوٰۃ ص ۲۰۶' میزان الاعتدال ص ۳۰۷' اللسان المیزان لابن حجر جلد ۵ ص ۲۳۹' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۹۷' الاعتصام (غیر مقلد) جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔۱۲' صفحہ ۲۳/۱۴' ۱۲۴/۱۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے ''نماز جنازہ کی جس قدر دُعائیں ہیں' اُن تمام میں میت کے لیے دُعا کا فائدہ اور نفع پہنچنا ثابت ہے''۔

## حدیث شریف نمبر۳

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' سرکار کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) وصال شدہ کے لیے دُعا فرماتے'

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ نَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ [۳]

''اے میرے اللہ (جل جلالک) اِسے بخش دے' اِس پر رحمت نازل فرما اور اِسے عافیت عطا فرما' اِس سے درگزر فرما' اِس کی باعزت مہمانی فرما اور اِسے برف اور ٹھنڈے پانی سے دھو ڈال اور اِسے خطاؤں سے اِس طرح صاف ستھرا فرما دے جس طرح تو سفید کپڑے کی میل کچیل صاف فرماتا ہے۔ اِسے دنیا کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اِسے (دنیا کے) اہل خانہ سے بہتر اہل خانہ عطا فرما۔ دنیوی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما۔ اِسے جنت میں داخل فرما' اِسے قبر کے عذاب اور عذابِ نار سے پناہ میں رکھ''۔

## حدیث شریف نمبر۴

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اَنْ نَعٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّجَاشِیَّ صَاحِبَ الْحَبْشَةِ فِی الْيَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ [۴] ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۱۴۵' نسائی باب الدعاء جلد ۱ ص ۲۸۱-۶۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳' مسلم جلد ۱ ص ۳۱۱۔

[۴] نسائی جلد ۱ ص ۲۶۵' مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹' بخاری جلد ۱ ص ۱۷۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۵' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۴۲۰' درمنثور جلد ۲ ص ۱۱۲' جلد ۴ ص ۸۳' دلائل النبوۃ جلد ۴ ص ۴۱۱' البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۴۷' کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۵۱۴' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۳۹۔

ہمیں (حضرت شاہ) نجاشی، صاحبِ حبشہ کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن اُن کا انتقال ہوا اور فرمایا اپنے بھائی کے لیے اِستغفار کرو (بخشش چاہو)''

## حدیث شریف نمبر۵

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْأَلُ ۵

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میّت کے دفن سے فراغت پاتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے اِستغفار کرو۔ (بخشش مانگو) پھر اِس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو کہ اب اِس سے سوالات ہو رہے ہیں''۔

## حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے اِستغفار کا واقعہ:

## حدیث شریف نمبر۶

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) مجھے پاک فرما دیجئے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: جاؤ لوٹ جاؤ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے بخشش مانگو اور توبہ کرو۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ واپس لوٹ آئے، عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پھر ویسا ہی جواب دیا۔ جب چوتھی مرتبہ وہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس وجہ سے تجھ کو پاک کروں؟ (حضرت ماعز بن ملک رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا زنا سے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم فرمایا اور اُن کو رجم کیا گیا۔ (اِس واقعہ کے بعد) لوگوں کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) تباہ ہو گیا۔ گناہ نے اُس کو گھیر لیا اور دوسرا کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) کی

۵ ابوداؤد جلد۲ ص۱۰۳، مستدرک حاکم جلد۱ ص۳۷۶، شرح السنۃ جلد۳ ص۲۸۰، مشکوٰۃ ص۲۶، ابن السنی حدیث نمبر۵۷۸، کنز العمال حدیث نمبر۴۲۳۸۸۔ ۴۲۱۶۰۔

اِس توبہ سے بہتر کوئی توبہ نہیں۔ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے نورانی دست مبارک میں رکھ دیا اور عرض کرنے لگے کہ مجھے پتھروں سے مار دیجیے۔ دو تین دن تک لوگ یہی کہتے رہے۔ پھر دوسرے یا تیسرے دن (یعنی دوجے یا تیجے دن) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں) بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے سلام فرمایا اور بیٹھ گئے۔ **فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِكٍ** (رضی اللہ عنہ) **فَقَالُوْا غَفَرَ اللّٰهُ لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِكٍ** [۶] ''پھر فرمایا ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے لیے اِستغفار کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے بخشش کے لیے دُعا کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ (حضرت) ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرمائے''۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''ماعز (رضی اللہ عنہ) نے ایسی توبہ کی ہے اگر وہ توبہ ایک اُمت کے لوگوں میں تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو جائے''۔

## اہلِ بقیع کی بخشش کی دُعا:

### حدیث شریف نمبر ۷

(اُم المومنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ، طیبہ، طاہرہ، محدثہ، مفکرہ، مفسرہ، مقننہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں:۔

**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَ اَتَاكُمْ مَاتُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ** [۷]

---

[۶] مسلم جلد ۲ ص ۶۷، ۶۸، دار قطنی جلد ۳ ص ۹۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۸۳، جلد ۸ ص ۲۲۱۔

[۷] مسلم جلد ۱ ص ۳۱۳، ۳۱۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹، جلد ۵ ص ۲۴۹، کتاب الاذکار ص ۱۵۰، ابن السنی حدیث نمبر ۵۸۵، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۹، مشکوٰۃ ص ۱۵۴۔

''رسول اللہ ﷺ کا طریق مبارک تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی میرے ہاں باری ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری وقت میں بقیع کی طرف نکل جاتے اور فرماتے ''اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں''۔ (پھر فرماتے) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدْ ۸

''اے میرے اللہ (جل جلالک) بقیع غرقد والوں کی بخشش فرما''۔

## حدیث شریف نمبر ۸

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان آدمی کی نماز جنازہ پڑھی (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلاَ نَ بْنَ فُلاَنٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ فَقِہٖ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۹

''اے میرے اللہ (جل جلالک) فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے وہ تیرے ذمہ (کرم) اور تیرے قریب کے عہد میں ہے تو اِسے (اپنے فضل و کرم سے) قبر کے فتنہ اور آگ کے عذاب سے بچالے اور تو وفا و حق والا ہے۔ اے میرے معبودِ برحق (جل سلطانک) اِس کی بخشش فرما اور اِس پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشش فرمانے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے''۔ (کتاب الاذکار اور کنز العمال میں وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ یعنی ''تو وفا اور تعریفوں والا ہے'' کا ذکر ہے)

## حدیث شریف نمبر ۹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے (ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی) نماز جنازہ پڑھی اور یہ دُعا فرمائی:

---

۸ ایضاً۔ ۹ کتاب الاذکار ص ۱۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۴۶، ابن ماجہ ص ۱۰۹، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۱، حدیث نمبر ۳۲۰۲، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۰۲۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا جِئْنَا شُفَعَاءَ نَافَاغْفِرْ لَہٗ ۱۰

''اے میرے اللہ (جل شانک) تو اِس کا پروردگار (حقیقی) ہے' تو نے اِسے پیدا فرمایا، تو نے ہی اِسے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی، تو نے ہی اِس کی روح قبض فرمائی تو ہی اِس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ ہم شفیع آئے ہیں اِس کی بخشش فرما''۔

## حدیث شریف نمبر ۱۰

(حضرت) سعید بن مسیّب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں (حضرت) ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر تھا۔ جب (میّت کو) قبر میں رکھا تو فرمایا:

بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

''اللہ (جل جلالہ) کے نام پر' اللہ (جل شانہ) کی راہ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر''۔

پھر جب قبر پر اینٹیں برابر کرنے لگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا وَصَعِّدْ رُوْحَھَا وَلَقِّھَا مِنْکَ رِضْوَانًا ۱۱

''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِس کو تو (اپنے کرم سے) شیطان اور عذابِ قبر سے بچا۔ اے میرے اللہ (جل جلالک) اِس کی پسلیوں کو زمین سے جدا رکھ (یعنی قبر کی دیواریں مل کر اِس کی پسلیاں نہ توڑیں) اِس کی روح کو چڑھا لے

۱۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۵۔۳۶۳' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۴۲' کتاب الاذکار ص ۱۳۴' ۱۴۷' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۰۲' مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۸۵۔
۱۱ ابن ماجہ ص ۱۱۲' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۵۵' تفسیر قرطبی جلد ۳ ج ۶ ص ۱۴۴' جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۸۶۶' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۸' (بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

(یعنی اپنے قرب میں بلند فرما) اور اس کو اپنی رضا مندی نصیب فرما"۔

(حضرت سعید بن میب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا یہ دُعا تم نے اپنی رائے سے پڑھی ہے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے یہ اختیار نہیں کہ جو چاہوں کہوں، بلکہ میں نے اِس دُعا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

## رحم کی دُعا:

### حدیث شریف نمبر ۱۱

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں زیارتِ قبور میں کیا کہا کروں؟ فرماتی ہیں' (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: یوں کہا کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ "مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والوں کو سلام"۔

وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ۝ [۱۲]

"اور اللہ (جل جلالہ) ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے" (اور پھر یوں کہے:) "انشاء اللہ (العزیز) ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں"۔

## مُردوں کے شمار کے موافق ثواب:

وَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَیَقْرَأُ یٰسٓ وَ فِی الْحَدِیْثِ مَنْ قَرَءَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَھَا الْاَمْوَاتَ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ

[۱۲] مسلم جلد ۱ ص ۳۱۴، کتاب الاذکار ص ۱۴۲، مشکوٰۃ ص ۱۵۴۔

بَعَدَدِ الْاَمْوَاتِ [۱۳]

''اور قبرستان میں زیارت کرتے وقت یہ الفاظ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ''اے اِیمان دار قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو۔ بے شک اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے چاہا تو ہم تم سے ملیں گے'' اور سورۂ یٰسین پڑھے اور حدیث پاک میں ہے کہ ''جو شخص سورۃ الاخلاص گیارہ بار پڑھ کر اِس کا ثواب مُردوں کو بخش دے گا۔ تو مُردوں کے شمار کے موافق اُس کو ثواب دیا جائے گا''۔

صاحبِ درمختار کی اِس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی تلاوت کا ثواب مُردوں کو بخشنا صرف انہی کے لیے نہیں بلکہ ثواب پہنچانے والوں کے لیے بھی اجر کا باعث ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورۂ یٰسین پڑھے تو اُس دن (اہلِ قبور) کے عذاب میں نرمی ہو جاتی ہے اور اِس پڑھنے والے کو اُن (اہلِ قبور) کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں''۔ [۱۴]

## گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ کا ثواب:

حضرت ابو محمد سمرقندی نے سورۃ الاخلاص کے فضائل میں (مرفوعاً) ذکر کیا ہے کہ:۔

''مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَحَدٰی عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهُ الْاَمْوَاتَ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بَعَدَدِ الْاَمْوَاتِ'' [۱۵]

''جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اور اُس کا ثواب مُردوں کو بخش دیا تو مُردوں کی تعداد کے برابر اُسے اجر ملے گا''۔

---

[۱۳] غایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ جلد ۱ ص ۴۲۳ سطر نمبر ۱۱ مطبوعہ نامی منشی نول کشور لکھنؤ (بھارت)۔ [۱۴] المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۹۔ [۱۵] شرح الصدور ص ۲۹۶۔

## قبرستان سے گزرتے وقت فاتحہ شریف پڑھنا:

حضرت ابوالقاسم سعد بن علی انجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ''فوائد'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

''مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوْا شُفَعَاءَ لَهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ''[۱۶] ''جو قبرستان میں داخل ہوا اور پھر سورۃ الفاتحہ سورۃ الخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھے پھر کہے یعنی یہ دُعا کرے ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میں نے جو تیرا قرآن مجید پڑھا ہے اِس کا ثواب مومن مردوں اور مومنہ عورتوں دونوں کو عطا فرما' تو وہ قبر والے قیامت کے دن اِس کے سفارشی ہوں گے''

### حدیث شریف نمبر۱۲

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' حضور ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے' اُن کی آنکھیں (وصال کے وقت) کھلی رہ گئی تھیں۔ اُنہیں بند کردیا۔ پھر فرمایا: کہ جب روح قبض کرلی جاتی ہے تو نظر اُس کے پیچھے جاتی ہے۔ اُن کے گھر والوں نے آہ وبقا کی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اپنے متعلق خیر ہی کی دُعا کرنا کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی!

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ [۱۷]

[۱۶] شرح الصدور ص ۲۹۶۔ [۱۷] مسلم جلد ا ص ۳۰۱' مسند احمد جلد ۶ ص ۲۹۷' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۳ ص ۳۷۳' جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۱۹' نصب الرایہ جلد ۴ ۲۵۴' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۷۳۵۔

''اے میرے اللہ (جل شانک) ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اِس کا درجہ بلند فرما اور اِس کے پسماندگان کا تو خلیفہ ہو اور اے رب العالمین (جل شانک) ہماری اور اِس کی مغفرت فرما اور اِس کی قبر میں وسعت فرما اور اِس کی قبر میں اِس کے لیے نور عطا فرما''۔

## عافیت وسلامتی کی دُعا:

### حدیث شریف نمبر ۱۳

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ

''مومنو اور مسلمانو' گھر والو' تم پر سلام ہو''۔ اور کہیں ''انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں'' اور کہیں

''نَسْئَالُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ'' ۱۸؎

''ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں''

نوٹ: کنز العمال میں وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالصَّالِحِیْنَ وَالصَّالِحَاتِ...... لَاحِقُوْنَ تک ہے۔ بحوالہ ابن سنی' عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

## سلامتی کی دُعا:

### حدیث شریف نمبر ۱۴

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

۱۸؎ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۴' مشکوٰۃ ص ۱۵۴' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۷' کتاب الاذکار ص ۱۴۲' ابن ماجہ ص ۱۱۲' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۶۰' ۳۵۳' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۷۹' کتاب عمل الیوم واللیلہ ص ۲۰۸ کنز العمال باب زیارۃ القبور جلد ۷ ص ۱۵۹' الاسماء والصفات للبیھقی ص ۱۶۶۔

فرماتی ہیں، آپ ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ [۱۹] ''اے مومن قوم کے گھر والو، تم پر سلام''۔

## سلام اور بخشش کی دُعا:

### حدیث شریف نمبر ۱۵

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم (غیب بتانے والے محبوب ﷺ) مدینہ (منورہ) میں کچھ قبروں پر گزرے۔ (یعنی قبروں کے پاس سے گزرے) اُن کی طرف اپنا رخِ انور فرمایا اور بایں الفاظ اُن کو سلام فرمایا اور بخشش کی دُعا فرمائی:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ [۲۰]

''اے قبروں والو! تم پر سلام ہو، اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے اگلے ہو، ہم تمہارے پیچھے''۔

## نماز کی طرح دُعا میں بھی اِخلاص:

### حدیث شریف نمبر ۱۶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءِ [۲۱]

---

[۱۹] مسلم جلد ۱ ص ۳۱۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹، ۷۸، جلد ۵ ص ۲۴۹، موطا امام مالک ص ۲۸، مسند ابوعوانہ جلد ۱ ص ۱۳۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۶، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، کتاب عمل الیوم واللیلہ ص ۲۰۹، دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۵۳۷، کنز العمال جلد ۱۵، ص ۶۵۴، ۶۴۸، ۶۴۷، کتاب الاذکار ص ۱۴۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۵۔ [۲۰] ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، کتاب الاذکار ص ۱۴۲، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۴۷۔ [۲۱] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۴۰، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۲۲، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۱، مشکوٰۃ ص ۱۴۶، ابن ماجہ ص ۱۰۹، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۰، کتاب الاذکار ص ۱۳۴۔

”جب تم میّت پر نماز پڑھ لو تو اُس کے لئے خلوصِ دل سے دُعا کرو“۔

## اولاد کی فوت شدہ والدین کے لیے دُعا:

### حدیث شریف نمبر ۱۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهٗ** [۲۲]

”جب انسان مر جاتا ہے تو اُس کے اعمال کا سلسلہ کٹ جاتا ہے۔ سوائے تین اعمال کے۔ (۱) صدقہ جاریہ (دائمی خیرات یعنی ایسا عمل جس کا ثواب جاری رہتا ہے)۔ (۲) ایسا علم جس سے (لوگوں کو) نفع پہنچتا رہے۔ اور (۳) یا وہ نیک بچہ (اولاد) جو اُس کے لئے (مرنے کے بعد) دُعا کرے“۔

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش کی دُعا کروانا:

### حدیث شریف نمبر ۱۸

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو انہوں نے حضرت ابو عامر اشعری (عبید بن سلیم رضی اللہ عنہ) کو سردار بنایا اور ایک لشکر دے کر ”اوطاس“ کی طرف بھیجا، وہاں دُرید بن صمہ (کافروں کے سردار) سے مقابلہ ہوا۔ دُرید مارا گیا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کے ساتھیوں کو شکست دی۔

---

۲۲ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۷۸، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۳۷، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲، ابو داؤد جلد ۲ ص ۴۴، مشکوٰۃ ص ۳۲، ابن کثیر جلد ۷ ص ۴۴۰، مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸، ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۲۰۲/۱۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۴۔۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰۔ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مجھے ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ "اوطاس" کے مقام پر بھیج دیا گیا تھا۔ اِس لڑائی کے دوران ایک تیر حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر لگا جو ایک جشمی شخص نے مارا تھا۔ آپ زخمی ہو گئے۔ تیر اُن کے گھٹنے میں گھس گیا۔ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں اُن کے پاس گیا' پوچھا: چچا صاحب یہ تیر کس نے مارا ہے؟ انہوں نے اُس جشمی شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگے یہی میرا قاتل ہے۔ چنانچہ میں نے اُس کا پیچھا کیا۔ اُس نے جب مجھے دیکھا تو بھاگا، میں اُس کے پیچھے بھاگا اور یہ کہنا شروع کیا: او بے حیا! کیا تو عرب نہیں؟ تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ یہ سن کر وہ ٹھہر گیا۔ پھر میرا اُس کا مقابلہ ہوا' اُس نے بھی وار کیا' میں نے بھی وار کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اُسے واصل جہنم کیا۔ پھر لوٹ کر (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا۔ میں نے کہا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تمہارے قاتل کو مارا۔ (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے، اے بھتیجے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا اور میرا اسلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ "یَقُوْلَ لَکَ اَبُوْ عَامِرٍ اَنْ اِسْتَغْفِرْلِیْ" (بخاری شریف کے لفظ ہیں وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْلِیْ) یہ کہ "ابو عامر گزارش کرتا تھا کہ میری بخشش کے لیے دُعا فرمایئے" یہ کہہ کر (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے اپنا خلیفہ بنا دیا۔ بعد ازیں تھوڑی دیر کے لیے زندہ رہے پھر شہید ہو گئے۔ جب میں لوٹ کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کوٹھڑی میں بان کی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، اُس پر بستر بھی نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی پشت مبارک اور نورانی پہلو مبارک میں بان کے نشانات پڑ گئے۔ میں نے اپنا اور اپنے چچا (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کا حال بیان کیا۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) نے دُعا کی درخواست کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو شریف فرمایا پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دُعا فرمائی:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِی عَامِرٍ

''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) عبید ابو عامر کو بخش دے''۔

آپ ﷺ نے دُعا کے لئے اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی نورانی بغلوں مبارک کی سپیدی دیکھی پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ

''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے دن اِس (ابو عامر رضی اللہ عنہ) کو اپنے بہت سے بندوں سے بڑھ کر (یعنی زیادہ مرتبے والا) فرما''۔

میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میرے لیے بھی دُعا فرمادیجیے۔ آپ ﷺ نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبَہٗ وَاَدْخِلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُدْخَلاً کَرِیْمًا ۲۳

''اے میرے اللہ (جل جلالک) عبداللہ بن قیس (یعنی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اُس کو عزت کی جگہ (بہشت میں) داخل فرما''۔

## نمازِ جنازہ میں دُعا:

### حدیث شریف نمبر ۱۹

حضرت ابراہیم الاشہلی اپنے والدِ محترم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

۲۳ بخاری باب غزوہ اوطاس جلد۲ ص۶۱۹، بخاری باب الوضوء عند الدعا جلد۲ ص۹۴۴، بخاری جلد۱ ص۴۰۴، تیسیر الباری جلد۵ ص۴۸۲، مسلم جلد۲ ص۳۰۳، البدایہ والنہایہ جلد۴ ص۳۳۹، دلائل النبوۃ جلد۵ ص۱۵۳، کنز العمال جلد۱۰ ص۵۶۶/۳۶۶، جمع الجوامع حدیث نمبر۹۹۶۴، فتح الباری جلد۸ ص۵۱، جلد۱۱ ص۲۲۴، جلد۶ ص۱۰۰، عمدۃ القاری جلد۱۲ جز۲۳ ص۱۲، جلد۷ جز۱۴ ص۱۶۹، جلد۹ جز۱۷ ص۳۰۱۔

اللہ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا ۲۴

''اے میرے اللہ (جل جلالک) بخشش فرما ہمارے زندہ اور وصال شدہ لوگوں کی اور حاضر و غائب چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کی''۔

ایک دوسری روایت میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُس میں محولہ بالا کلمات کے علاوہ یہ الفاظ زائد ہیں۔

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَان ۲۵

''اے میرے اللہ (جل جلالک) جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اِسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو فوت کرے تو ایمان کے ساتھ فوت کر''۔

ابن ماجہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ ۲۶

''اے میرے اللہ (جل جلالک) ہمیں اِس کے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں اِس کے بعد گمراہ نہ چھوڑ''

## بچے کے لیے بھی دُعا:

### حدیث شریف نمبر ۲۰

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے

۲۴-۲۵ ترمذی جلد ا ص ۱۹۸' ابن ماجہ ۲ ص ۱۰۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۶۸' جلد ۴ ص ۱۷۰' جلد ۵ ص ۴۱۲' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۴۱' مستدرک حاکم جلد ا ص ۳۵۸' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۳' مشکوٰۃ ص ۱۴۶' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۴۷' جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۶' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۳۲' مشکل الآثار جلد ا ص ۴۲۲' کنز العمال' جلد ۱۵ ص ۵۱۶' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۴۱۹' نسائی جلد ا ص ۲۸۱' کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۴۲' ۱۵۸-۲۶ ابن ص ماجہ ۱۰۹-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے اُس بچے کی نماز جنازہ پڑھی جس نے کبھی خطا نہ کی تھی لیکن میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا:

اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۲۷

''اے میرے اللہ (جل جلالک) اِسے عذاب قبر سے بچالے''۔

نوٹ: وصال شدہ لوگوں کے لیے دُعائیں کرنا عینِ اسلام ہے اور دُعاؤں کے خلاف لکھنا، بولنا سب غیر اسلامی انداز ہے۔ دُعا تو دُعا، اِستغفار تو اِستغفار اگر مرنے والے کے حق میں اچھی بات کہی جائے تو یہ بھی اُس کو نفع دیتی ہے۔

## زندوں کا میّت کی تعریف سے میّت کو نفع:

### حدیث شریف نمبر ۲۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ ایک جنازہ پر گزرے۔

فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا اُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ شَهِيْدٌ ۲۸

''پھر اُس کی بھلائی کی تعریف کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی، پھر ایک دوسرے جنازے پر گزرے، اُس کی برائیوں کا ذکر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی۔ بعد میں فرمایا: تم میں سے ہر ایک شخص دوسرے پر گواہ ہے''۔

نسائی میں یہ زیادہ ہے۔ ''فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کے گواہ ہیں، آسمان میں''۔ (یعنی جس کے لیے تم نے بہتری کی گواہی دی، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے، اُس کے لیے جنت واجب ہوئی)۔

---

۲۷ مشکوٰۃ ص ۱۴۷، مرآۃ جلد ۲ ص ۴۸۵، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۷۱۶، موطا امام مالک ص ۲۰۹۔

۲۸ نسائی جلد ۱ ص ۲۷۳، ابن ماجہ ص ۱۰۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۲۸۔ ۴۹۸، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۵۔

## حدیث شریف نمبر ۲۲

ایک دوسری حدیث شریف میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اُس میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا واجب ہوگئی؟ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ جس کی تم نے تعریف کی، اُس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی، اُس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی ہے۔

**اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ** ۲۹

''تم لوگ زمین میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے گواہ ہو''۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے (بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ) وحید الزماں صاحب نے اِس باب کے ضمن میں لکھا ہے ''بلکہ تعریف کرنا بہتر ہے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر رحم فرمائے''۔

## حدیث شریف نمبر ۲۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا واجب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لِهٰذِهٖ وَجَبَتْ وَلِهٰذِهٖ وَجَبَتْ''

اُس کے لیے واجب ہے، اُس کے لیے بھی واجب ہے۔ تو جواباً فرمایا:

**شَهَادَةُ الْقَوْمِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ شُهُوْدُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ** ۳۰

''لوگوں کی شہادت اور مومنین زمین پر اللہ (جل جلالہ) کے شاہد ہیں''۔

---

۲۹ فتح الباری جلد ۳ ص ۹۳' مرآۃ جلد ۲ ص ۴۷۲' مشکوٰۃ ص ۱۴۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۵' جلد ۱۰ ص ۱۲۳' ۱۰۹' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۴۵' ۱۹۸' ۱۸۶' ۱۷۹' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۶' جمع الجوامع حدیث نمبر ۴۵۶۶' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵' مشکل الآثار جلد ۴ ص ۲۹۰' ۲۸۹' ۲۸۸' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۶۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۵' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۷۹' نسائی جلد ۱ ص ۲۷۳' باب الثناء مسلم جلد ۱ ص ۳۰۸' (مسلم شریف میں تین دفعہ واجب ہوگئی' واجب ہوگئی کا ذکر ہے) ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۴' حدیث نمبر ۲۸۹۸' الاولیاء جلد ۲ ص ۱۹۷۔ ۳۰ ابن ماجہ ص ۱۰۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۱۲۳' طبرانی جلد ۱۹ ص ۱۵۶' حلیۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۱۹۲' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۶۷۔

## حدیث شریف نمبر ۲۴

حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں مدینہ شریف آیا (ایک روز) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا' ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اُس کی تعریف کی (امیر المؤمنین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی بھی تعریف کی۔ فرمایا: واجب ہوئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی برائی بیان کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کے لیے بھی فرمایا: واجب ہوئی۔

(حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) کیا واجب ہوئی؟ فرمایا: میں نے اُسی طرح کہا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کے لیے چار آدمیوں نے بہتری کی گواہی دی اُس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ہم نے کہا، اگر تین آدمی گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا: تین ہی سہی۔ ہم نے کہا اگر دو آدمی گواہی دیں آپ نے فرمایا دو ہی سہی۔ [۳۱]

# فوت شدہ کے محاسن بیان کرنا:

## حدیث شریف نمبر ۲۵

اِسی لیے حضور کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اِرشادِ مقدس ہے، جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا ہے:-

اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَ كُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ [۳۲]

---

[۳۱] نسائی جلد ۱ ص ۲۷۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۵' (بیہقی میں ہے ہم نے ایک کا نہ پوچھا) مشکوٰۃ ص ۱۴۵' بخاری جلد ۱ ص ۱۸۲' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۰' عمدۃ القاری جلد ۴ جزء ۸ ص ۱۹۳' فتح الباری جلد ۳ ص ۹۳۔ [۳۲] ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۰۰' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۵' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۴' مشکوٰۃ ص ۱۴۷' حدیث نمبر ۱۶۷۸' میزان الاعتدال حدیث نمبر ۶۲۶۷' المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۱۶۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۴۳۸' مرآۃ جلد ۲ ص ۴۸۱۔

''اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کرو اور اُن کی برائیوں سے باز رہو''۔

نوٹ: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال شدہ لوگوں کا برائی کے ساتھ ذکر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مگر بے دینوں، غدارانِ ملت، دشمنانِ اسلام اور رسول کریم (ﷺ) کے گستاخوں کی برائی بیان کرنا، اِس میں داخل نہیں جیسا کہ محدثین نے روایانِ احادیثِ مبارکہ میں، دروغ گو راویوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔

## حدیث شریف نمبر ۲۶

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک فوت شدہ آدمی کا برائی سے ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَذْکُرُوْا ھَلْکَاکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ [۳۳]

''اپنے فوت شدہ (لوگوں) کا ذکر مت کرو مگر بھلائی سے''۔

کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۱۲ میں ھلکاکم کی بجائے امواتکم کا لفظ ہے۔

## حدیث شریف نمبر ۲۷

ایک دوسری روایت جو انہی سے مروی ہے، میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عظیم ہے: لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَاقَدَّمُوْا [۳۴]

''اپنے وصال شدہ لوگوں کو گالیاں مت دو، وہ اپنے عملوں کو پہنچ گئے''۔

# سو آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھنا:

## حدیث شریف نمبر ۲۸

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے مَامِنْ مَیِّتٍ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ

---

۳۳ نسائی جلد۱ ص۲۷۴۔ ۳۴ نسائی جلد۱ ص۲۷۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۷۵، مشکوٰۃ ص۱۴۵، بخاری جلد۱ ص۱۸۷، تیسیر الباری جلد۲ ص۳۴۰، عمدۃ القاری جلد۴ جز۸ ص۲۳۰، فتح الباری جلد۳ ص۳۳۰۔

اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ اِلَّا شَفَعُوْا فِيْهِ [۳۵]

''جب کسی (صاحبِ اِیمان) میّت پر ایک سو مسلمان نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں اور اُس کی (بخشش کی) شفاعت کرتے ہیں تو (اللہ کریم کی بارگاہ میں) ضرور اُس کی شفاعت ہوگی'' (یعنی مرنے کے بعد دُعا و اِستغفار تو ایک طرف جو بہت بڑا انعام ہے جو کسی مسلمان کو اُس کے مرنے کے بعد ملے۔ جنازے میں ایک سو صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شامل ہونا، بخشش کا ذریعہ بنتا ہے۔ وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اِس حدیث پاک کے ضمن میں لکھا ہے:۔

''میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے جنازہ پر پاک عقیدہ رکھنے والے مومنوں کو جمع فرمائے اور اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول کرے''۔

(صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم جلد۲ ص ۳۸۶ از وحید الزماں صاحب)

اپنے لیے شفاعت کی بڑی تمنا رکھی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ العزیز تمام صحیح العقیدہ اہلِ اِیمان کی شفاعت ہوگی۔

## حدیث شریف نمبر ۲۹

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ [۳۶] ''جس (صحیح العقیدہ مسلمان) پر سو (صحیح العقیدہ مسلمان) نماز (جنازہ) پڑھیں تو اُس کی مغفرت ہو جائے گی''۔

# چالیس آدمیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا:

## حدیث شریف نمبر ۳۰

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک فرزند مقام قدید یا

---

[۳۵] مسلم جلد۱ ص ۳۰۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۳۰، نسائی (دو روایات) جلد۱ ص ۲۸۲، ۲۸۱، الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۳۴۴، ۳۴۳ (دو روایات) مسند احمد جلد۶ ص ۴۰، مشکوٰۃ ص ۱۴۵، ترمذی جلد۱ ص ۲۰۰۔ [۳۶] ابن ماجہ ص ۱۰۸، مشکل الآثار جلد۱ ص ۱۰۵، کنز العمال جلد۱۵ ص ۵۸۲۔

عسفان میں فوت ہو گیا تو انہوں نے حضرت کریب (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: دیکھو (نمازِ جنازہ کے لیے) کتنے لوگ جمع ہوئے ہیں؟ حضرت کریب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں' میں گیا اور دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور اُن کی اطلاع دی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تمہارے اندازے میں وہ چالیس ہیں۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: جنازہ نکالو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:۔

''مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّاشَفَّعَهُمُ اللّٰهُ بِهٖ''۔ ۳۷

''جس مسلمان کے جنازے میں چالیس آدمی (صحیح العقیدہ مسلمان) ایسے شریک ہوں جنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو۔ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے حق میں ضرور اُن کی شفاعت قبول فرماتا ہے''۔

## تین صفیں بخشش کا وسیلہ:

### حدیث شریف نمبر ۳۱

حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن ھبیرہ رضی اللہ عنہ جب نمازِ جنازہ ادا فرماتے اور لوگ تھوڑے ہوتے تو اُن کی تین صفیں کر دیتے پھر فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ صُفُوْفٍ فَقَدْ اَوْجَبَ ۳۸

''جس میّت پر تین صفوں نے نماز پڑھی اُس کے لیے جنت واجب ہوگئی''۔

---

۳۷ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۸' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۱' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۱' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۳' مشکل الآثار جلد ۱ ص ۱۰۶' مشکوٰۃ ص ۱۴۵' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۲' ابن ماجہ ص ۱۰۸۔ ۳۸ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۲' ابن ماجہ ص ۱۰۸' مشکوٰۃ ص ۱۴۷' مرآۃ جلد ۲ ص ۴۸۵۔

# صدقہ

## فوت ہونے کے بعد صدقہ:

### حدیث شریف نمبر۳۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَ تَرَکَ مَالًا وَلَمْ یُوْصِ فَهَلْ یُکَفِّرُ عَنْهُ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ [۳۹]

''یہ کہ میرے والد (صاحب) فوت ہوگئے ہیں اور انہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی تو اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ (وخیرات) کروں تو کیا انہیں ثواب پہنچے گا؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: ہاں!''

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:۔

''یہ حدیث اثبات مدعا کے لیے کسی توضیح وتقریر کی محتاج نہیں ہے۔ ایک شخص مر گیا ہے، اُس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی جس کے بعد قانونِ شرعی کے مطابق اُس کا متروکہ (مال واسباب) وارثوں کی طرف منتقل ہوگیا۔ اب اُس کا لڑکا پوچھتا ہے کہ میں اگر اپنے مرحوم باپ کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو یہ اُن کے لیے کفارہ ہوسکتا ہے یا نہیں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''ہاں! یہ ہوسکتا ہے''

(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۵)

### حدیث شریف نمبر۳۳

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

---

[۳۹] ابن ماجہ ص ۱۹۹، مسلم جلد۲ ص ۴۱، نسائی جلد۲ ص ۱۳۲۔

اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ یُوْصِ وَاِنِّیْ اَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ لَتَصَدَّقَتْ فَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا وَلِیَ اَجْرٌ قَالَ نَعَمْ ؎۴۰

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری والدہ (ماجدہ صاحبہ) کا اچانک دَم نکل گیا اور انہوں نے وصیت نہ کی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرسکتیں تو صدقہ کرتیں۔ اب اگر اُن کی طرف سے میں کوئی صدقہ (وخیرات) کرتا ہوں تو کیا انہیں اِس کا اجر ملے گا اور مجھے بھی ثواب ہوگا یا نہیں؟ فرمایا: ہاں!'' یعنی دونوں کو ثواب ہوگا۔

وحید الزماں صاحب غیر مقلد اِس حدیث شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ''اِس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ میّت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اہلسنّت نے اس پر اتفاق کیا''۔

## حدیث شریف نمبر ۳۴

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں:

اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ ؎۴۱

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ (صاحبہ) اچانک فوت ہوگئیں اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرپاتیں تو کچھ خیرات کرتیں۔ اب اگر اُس کی طرف سے میں خیرات کروں تو کیا اُس کو اجر و ثواب سے نوازا جائے گا؟ فرمایا: ہاں!''

''اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ میّت کو خیرات اور صدقے کا ثواب پہنچتا

---

؎۴۰ ابن ماجہ ص ۱۹۹ مسلم جلد ۲ ص ۴۱۔ ؎۴۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۰' الادب المفرد ص ۹' فتح الباری جلد ۳ ص ۹۵' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۱' تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۴۴۴' مسلم جلد ۲ ص ۴۱' مشکوٰۃ ص ۱۷۲' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۲۸' نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۵۔

ہے۔اہلِ حدیث کا اِس پر اتفاق ہے۔معتزلہ نے اِس کا انکار کیا ہے"

(تیسیر الباری جلد۲ صفحہ ۳۳۵ من وعن)

آج کل کے متشدّد' متعصّب' فرقہ پرست لوگ معتزلہ فرقہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور قرآنِ مجید و حدیثِ مبارکہ کی مخالفت کررہے ہیں اور مرنے کے بعد دُعا و اِستغفار اور ایصالِ ثواب کا انکار کرتے ہیں۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس حدیث شریف کے تحت، اشعۃ اللمعات جلد۲ ص ۶۹ (مطبوعہ نول کشور) میں لکھتے ہیں۔

"دریں حدیث دلیل است برآنکہ ثواب صدقہ می رسد بہ میّت وھمچنیں دُعا و اِستغفار برائے میّت و مذہبِ اہلِ حق یعنی اہلسنّت و جماعت اندریں است"۔

"اِس حدیث شریف میں اِس امر کی دلیل ہے کہ میّت کو صدقہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے اِسی طرح میّت کے لئے دُعا اِستغفار بھی صحیح ہے۔اہلِ حق یعنی اہلسنّت و جماعت کا مذہب یہی ہے"۔

ابوداؤد جلد۲ ص ۴۲ میں ہے کہ

"ایک عورت نے اپنی والدہ صاحبہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے مذکورہ بالا جواب عطا فرمایا۔

ایسے ہی نسائی جلد۲ ص ۱۳۲ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

## پانی کا صدقہ جاریہ

### حدیث شریف نمبر ۳۵

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ

الْمَآءَ فَحَفَرَ بِئْرًا قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ ۴۲

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی، (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لیے ہے؟''

اِس حدیثِ پاک کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اِس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ ''فَتِلْکَ سِقَایَۃُ اٰلِ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ'' (مدینہ شریف میں ''سقایہ آلِ سعد'' کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی ''سقایہ آلِ سعد'' کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اِس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اِس حدیث پاک کا استنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے'' (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیث پاک درج ہے جس میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا سقی الماء ''پانی پلانا'' ''فَتِلْکَ سَقَایَۃُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ'' ''یہ تو مدینہ شریف میں (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے''۔

(تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۴ میں وحید الزماں صاحب نے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

---

۴۲ مشکوٰۃ ص ۱۶۹، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۴۳، نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۴، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲ (اشارہ) ہفت روزہ الاعتصام ۲۳۰ ص ۱۴ (جلد ۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳، ۱۷۔۲۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا' اِن سب کا ماخذ یہ حدیثِ مبارکہ ہے۔ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنّت ہے کہ خدایا اِس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میّت کا نام (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی بندہ کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اِس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا''۔ (مرآۃ جلد۳ ص ۱۰۵)

نوٹ: مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈریں اور اپنی اصلاح کریں۔

# (پھلوں والے) باغ کا صدقہ

## حدیث شریف نمبر ۳۶

حضرت سعید بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کر جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا انتقال ہوگیا۔ جب (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اِس کا تذکرہ کیا گیا۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ كَذَاوَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَّاهُ [۴۳]

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[۴۳] نسائی جلد۲ ص ۱۳۲۔

ہاں! تو (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے"۔

## حدیث شریف نمبر ۳۷

ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اُس میں اِس طرح ہے کہ:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّہٗ تُوُفِّیَتْ اَفَیَنْفَعُھَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مَخْرَفًا فَاُشْھِدُکَ اِنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِہٖ عَنْھَا ۴۴؎

"کسی آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں اگر اُن کے واسطے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اِس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اُس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں"۔

## حدیث شریف نمبر ۳۸

بخاری شریف میں اِسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اِس طرح ہے: انہوں نے عرض کیا:۔

"اِنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَیْھَا"۔ ۴۵؎

"کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے"۔

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اعمال پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔

---

۴۴؎ نسائی جلد ۲ ص ۱۳۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۲۔ ۴۵؎ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۷، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲، فتح الباری جلد ۵ ص ۴۹۶، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۶، تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۷، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۱۸۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیثِ پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور نبی کریم ﷺ کو اِس معاملہ میں گواہ بنالو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ ﷺ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں ایسے عطیہ میں گواہ نہیں بنوں گا''۔ ٦ ۴

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد اص ۳۸٦ پر بَابٌ اِذَا قَالَ أَرضِیْ اَوْبُسْتَانِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ عَنْ اُمِّیْ فَهُوَ جَائِزٌ وَاِنْ لَمْ یُبَیِّنْ لِمَنْ ذَالِکَ ۴۷ (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے) کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۳۸ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِیْهِ اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَیِّتِ یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ وَیَنْفَعُهٗ ۴۸ ''اس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے''۔

## صدقہ کرنے کا حکم:

### حدیث شریف نمبر ۳۹

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

٦ ۴ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۴۴ (کتاب البیوع)۔ ۷ ۴۔ ۸ ۴ بخاری جلد اص ۳۸٦۔

کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔
اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَ تَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا ۴۹؎ ''میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے' میرا خیال ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے صدقہ کرو''۔

مذکورہ بالا حدیث پاک امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً اَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ وَقَضَاءِ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ'' ۵۰؎ (کوئی اچانک فوت ہوجائے تو مستحب یہ ہے کہ اُس کی طرف سے صدقہ کریں اور میّت کی طرف سے نذر پوری کریں کے باب) میں لکھی ہے۔

## فوت ہونے والے کو اپنے کیے ہوئے صدقہ جاریہ کا ثواب:

### حدیث شریف نمبر ۴۰

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ ۵۱؎ ''جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین اعمال کا تعلق (اُس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ (۳) یا اولاد صالح جو اُس کے لیے دُعائے خیر کرتی ہے''۔

منظور احمد نعمانی دیوبندی نے یہاں لکھا ہے ''یہ تین سلسلے یا اِن میں ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو اُن سے اُس کو برابر ثواب

۴۹؎ بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔ ۵۰؎ بخاری جلد ا ص ۳۸۶' فتح الباری جلد ۵ ص ۳۸۴' عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۵۔ ۵۱؎ (یہ حدیث پیچھے صفحہ نمبر ۴۰ پر بیان ہو چکی ہے۔ وہاں اِس کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔)

پہنچتا رہے گا'' (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۱)

''مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا۔ اُس کے بعد سکھانے والا مر گیا۔ پھر اُس کے اُس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا اور علیٰ ہذا القیاس اُس کے بعد یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اُس معلم اول کو بھی اُس کے ثواب کا حصہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اِس تعلیم و تعلم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اُس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اُس سلسلۂ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا اِس لیے اِس سلسلہ کا ثواب اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی حال صدقہ جاریہ کا بھی ہے''۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

## مرنے کے بعد اعمال جاری:

### حدیث شریف نمبر ۴۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار اشخاص کا عمل جاری رہتا ہے۔

(۱) مجاہد فی سبیل اللہ (۲) وہ' جو علم سکھاتا ہے یعنی عالم۔ (۳) وہ آدمی' جو صدقہ کرتا ہے اور وہ صدقہ جاریہ کی صورت میں ہو۔ (۴) وہ آدمی' جس نے صالحہ اولاد چھوڑی ہو جو اُس کے لیے دُعا کرے۔ ۵۲

## میّت کی طرف سے اعمال:

''صاحب ہدایہ'' نے ''بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ'' میں لکھا ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهُ اَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِ صَلٰوةً اَوْصَوْمًا اَوْ صَدَقَةً اَوْغَيْرَهَا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ'' ۵۳

۵۲ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶۱' در منثور جلد ۴ ص ۱۱۶' الترغیب والترہیب ص ۱۱۹' شرح الصدور ص ۲۸۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۴۳' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۶۵۶۔ ۵۳ ہدایہ جلد اص ۲۹۲ سطر نمبر ۱۲ (مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)۔

''انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ نماز یا روزہ یا صدقہ یا اِن کے علاوہ جو بھی عمل ہو، اہلسنّت و جماعت کے نزدیک صحیح مذہب ہے''۔

''ہدایہ'' کی اِس عبارت کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ معتزلہ (گمراہ فرقہ) نے تمام اقسام کی عبادات کا ثواب مُردوں کو پہنچنے کی مخالفت کی ہے۔

صاحب ہدایہ نے عقیدہ صحیحہ پر (کہ میّت کو ثواب پہنچتا ہے) دلیل کے طور پر ایک حدیث پیش کی ہے۔ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ ضَحّٰی بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَحَدُھُمَا عَنْ نَفْسِہٖ وَالْاٰخِرُ عَنْ اُمَّتِہٖ [54]

''نبی کریم ﷺ نے دو مینڈھے' سیاہ آنکھوں والے قربانی کئے' ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی اُمت کی طرف سے''۔

## رسول کریم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد:

حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا وہ دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا: ''مجھے رسول کریم ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہٰذا ایک قربانی میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے کرتا ہوں''۔ [55]

## اقسام صدقہ:

### حدیث شریف نمبر ۴۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ عِلْمًا

---

[54] مشکوٰۃ ص ۱۲۸' مسلم جلد ۲ ص ۱۵۶' ابو داؤد جلد ۲ ص ۳۰' ابن ماجہ ص ۲۳۶۔ [55] ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۹' ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵' مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهُ اَوْمَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْبَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْصَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِيْ صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ ؀٥٦

''کہ مومن کو فوت ہونے کے بعد جن اعمالِ حسنہ اور نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے وہ یہ ہیں (۱) وہ علم جو اُس نے خود سیکھا اور آگے سکھایا اور پھیلایا۔ (۲) نیک اولاد جو چھوڑ گیا۔ (۳) قرآنِ مجید کہ اُس کا وارث بنا گیا یعنی میراث میں چھوڑا۔ (۴) مسجد بنا گیا۔ (۵) مسافر خانہ بنا گیا۔ (۶) نہر جاری کر گیا۔ (تالاب، سبیل، کنواں، وضوخانہ اِسی ضمن میں آئیں گے جو خلقِ خدا کی خدمت کے لیے بنا گیا) صدقہ جس کو اُس نے اپنی حیات اور صحت کی حالت میں نکالا تھا تو اُس کو مرنے کے بعد بھی اُس کا ثواب پہنچتا رہے گا''۔

مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۴۶، طبع ثانی میں ''مسجد بنا گیا'' کے تحت ہے مَعْنَاہُ اَلْمَدَارِسُ وَالْمَعَابِدُ الدِّيْنِيَّةِ یعنی دینی مدارس اور دینی ادارے قائم کر گیا۔

(ہفت روزہ الاعتصام۔غیر مقلد) ص ۲۶۸/۵۔۷ نومبر ۱۹۸۰ء۔

## کھیتی سے صدقہ:

### حدیث شریف نمبر ۴۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مقدس ہے۔ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْبَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ ؀٥٧

؀٥٦ مشکوٰۃ ص ۳۶، ابن ماجہ ص ۲۲، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۹۶، صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۱۲۱، باب نمبر ۷۴۴ حدیث نمبر ۲۴۹۔ ؀٥٧ مسلم جلد ۲ ص ۱۵، بخاری جلد ۱ ص ۳۱۲، فتح الباری جلد ۵ ص ۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۴۳۔۲۲۹، دارمی جلد ۲ ص ۲۶۹، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۶ ص ۱۳۸۔۱۳۷، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۱۵۱۔۱۴۹، مشکوٰۃ ص ۱۶۸، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۳۰۵، ترمذی جلد ۱ ص ۲۵۷، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۱۵۴، ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص ۲۶۹/۵،۷ (نومبر ۱۹۸۰ء) تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۵۵۵، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۵۹ (غیر مقلد)۔

''جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت بوئے پھر اُس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کھائے (تو جس مسلمان نے وہ درخت لگائے ہوں یا کھیتی بوئی ہو) اُسے صدقہ کے برابر ثواب ملتا ہے''۔

''مسلمان کی تخصیص اِس لیے ہے کہ صدقہ سے مراد آخرت کا ثواب ہے اور کافر کو آخرت کا ثواب ہونے والا نہیں''۔ (فتح الباری جلد ۵ ص حدیث نمبر ۲۳۲۰) (بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ اِذَا اُكِلَ مِنْهُ)وَالْمُرَادُ بِالصَّدَقَةِ الثَّوَابُ فِي الْاٰخِرَةِ وَذَالِکَ یُخْتَصُّ بِالْمُسْلِمِ

''یہاں صدقہ سے مراد ہے کہ آخرت میں ثواب ملے گا اور یہ مسلمان کے لیے خاص ہے''۔

## باغ سے چوری پر صدقہ کا ثواب:

### حدیث شریف نمبر ۴۴

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَامِنْ مُسْلِمٍ یَّغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا کَانَ مَا اُکِلَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ وَمَاسُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ وَمَا اَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ وَلَا یَرْزَؤُهٗ اَحَدٌ اِلَّا کَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ [۵۸]

پچھلی حدیثِ پاک میں جن باتوں کا ذکر ہے اُنہی کو اِس حدیث پاک میں بیان ہے مگر ایک بات کی زیادتی ہے کہ ''جو پھول چوری ہو جائے گا اُس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا'' اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ''صدقہ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی''۔

### حدیث شریف نمبر ۴۵۔۴۶

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی دو دیگر روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۵۸] مسلم جلد ۲ ص ۱۵ (باب فضل الغرس والزرع)۔

ام مبشر انصاریہ اور ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باغ میں تشریف لے گئے اور اُن سے پوچھا:

مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخلَ؟ مُسْلِمٌ اَمْ كَافِرٌ

''یہ درخت کس نے لگائے ہیں؟ مسلمان نے یا کافر نے''۔

فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ

''عرض کیا مسلمان نے'' پھر آپ ﷺ نے صدقہ کی مذکورہ بالا تفصیل بیان فرمائی اور مزید فرمایا: كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۵۹

''اُس کو قیامت کے دن تک صدقے کا ثواب ملے گا یعنی ملتا رہے گا''۔

حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محولہ بالا روایات سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مسلمان پر حضور نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے اتنی عنایات ہیں کہ حدِ حساب سے باہر۔ ایک مسلمان درخت، کھیتی، باغ، چراگاہ لگاتا ہے، وہاں سے کوئی چیز پرندے، چرندے اور انسان کھاتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہاں سے کوئی چور چوری کرے، اِس پر بھی درخت یا کھیت لگانے اور بونے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے بلکہ جب تک وہ درخت اور باغات قائم رہیں تو درخت لگانے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے۔ اگر درختوں اور باغوں سے لوگ پھل کھائیں تو جس نے باغ یا درخت لگائے اُس کو قیامت تک ثواب ملتا رہتا ہے، ایسے ہی اگر درختوں کے پھل لا کر کسی کو ثواب پہنچانے کے لیے لوگوں کو کھلائیں تو اُس کے لیے ثواب کا دروازہ کھلا رہے گا۔ ثواب نہ ملنے کی کوئی دلیل نہیں!

## حدیث شریف نمبر ۴۷

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی نے کہا میں نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمٰن یہ حدیث شریف کیسی ہے؟ جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ:

۵۹ مسلم جلد ۲ ص ۱۵، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۱۵۴، فتح الباری جلد ۵ ص ۴۔

اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اِنْ تُصَلِّیَ لِاَبَوَیْکَ مَعَ صَلَاتِکَ وَ تَصُوْمَ لَھُمَا مَعَ صَوْمِکَ ٦٠

"نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ اُن کے لیے روزے رکھے"۔

اُنہوں نے کہا اے ابواسحاق، یہ حدیث (پاک) کون روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا شہاب بن خراش۔ اُنہوں نے کہا وہ تو ثقہ (راوی) ہے۔ پھر اُنہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حجاج بن دینار سے۔ اُنہوں نے کہا وہ بھی ثقہ (راوی) ہے۔ پھر اُنہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے کہا اے ابواسحق، ابھی تو حجاج سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہیں کہ اُن کے طے کرنے کے لیے اونٹوں کی گردنیں تھک جائیں۔ وَلٰکِنْ لَیْسَ فِی الصَّدَقَةِ اِخْتِلَافٌ "اور البتہ صدقہ دینے میں کسی کا اختلاف نہیں"۔

"اہلِ علم جانتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک (مذکورہ بالا حدیث پاک کے راوی) کی طرف سے اجماع کی یہ شہادتیں کتنا وزن رکھتی ہیں۔ (یعنی اُن کی شہادت و روایت بہت وزنی ہوتی ہے)"

(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۲۴ از منظور احمد نعمانی دیوبندی)

"مگر جس کا جی چاہے اپنے والدین کی طرف سے خیرات کرے تو اُس کا ثواب سب علماء کے نزدیک پہنچے گا"۔ (حاشیہ وحید الزماں غیر مقلد)

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم، جلد ا ص ۱۲ سطر ۲۸ پر لکھتے ہیں: فَاِنَّ الصَّدَقَةَ تَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ وَیُنْتَفَعُ بِھَا بِلَا خِلَافٍ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ ٦١ "صدقہ کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے اور (میّت) اِس سے نفع حاصل

---

٦٠ مسلم جلد ا ص ۱۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۸۷، تاریخ بغداد جلد ۳ ص ۳۶۳۔ ٦١ ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص ۱۴/۲۳۰، ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

کرتی ہے۔ اِس میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں"۔

## نورانی طبق میں صدقہ وخیرات کا ثواب:

### حدیث شریف نمبر ۴۸

حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اوسط میں لکھا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا!

مَامِنْ اَھْلِ بَیْتٍ یَمُوْتُ مِنْھُمْ مَیِّتٌ فَیَتَصَدَّقُوْنَ عَنْہُ بَعْدَ مَوْتِہٖ اِلَّا اَھْدَاھَا لَہٗ جِبْرِیْلُ علیہ السلام عَلٰی طَبَقٍ مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ یَقِفُ عَلٰی شَفِیْرِ الْقَبْرِ فَیَقُوْلُ یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِیْقِ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ اَھْدَاھَا اِلَیْکَ اَھْلُکَ فَاَقْبِلْھَا فَیَدْخُلُ عَلَیْہِ فَیَفْرَحُ بِھَا وَیُسْتَبْشِرُ وَیَحْزَنُ جِیْرَانُہُ الَّذِیْنَ لَا یُھْدٰی اِلَیْھِمْ شَیْءٌ [۶۲]

"جب کسی گھر والے میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اُس کے مرنے کے بعد اُس کے گھر والے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو (حضرت) جبرائیل (امین علیہ السلام) اُسے نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر جاتے ہیں اور قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں "اے قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اِس کو قبول کر۔ تو وہ قبر والا اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے اُس کے ہمسائے (یعنی دوسری قبروں والے) جن کی طرف سے اُن کے گھر والوں کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا غمگین اور افسردہ ہوتے ہیں"۔

## نذر کا ثواب:

### حدیث شریف نمبر ۴۹

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں

۶۲۔ شرح الصدور ص ۲۹۲، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۳۹۔۳

اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِیَّ اسْتَفْتَی النَّبِیَّ ﷺ فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّهٖ فَتُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَهُ فَأَفْتَاهُ اَنْ یَقْضِیَهُ عَنْهَا فَکَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ ٦٣

''حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ اُن کی والدہ (ماجدہ) پر ایک نذر تھی وہ اُس کو ادا کرنے سے پہلے مرگئیں، آپ ﷺ فرمائیں اب کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے اُسے فرمایا کہ اُس کی طرف سے (نذر) ادا کر۔ پھر یہی سنّت قائم ہوگئی''۔

## حدیث شریف نمبر ۵۰

ابن ماجہ کِتَابُ الْکَفَّارَاتِ مِنْ بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْهِ نَذْرٌ کے تحت اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے مسئلہ عرض کیا کہ میری والدہ کے ذمہ ایک نذر تھی مگر وہ ادا کرنے سے پہلے فوت ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِقْضِهٖ عَنْهَا ٦٤ ''اس کی طرف سے نذر ادا کرو''۔

## نذرِ حج اور قرضہ:

## حدیث شریف نمبر ۵۱-۵۲-۵۳

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

أَتَی رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ

٦٣ بخاری جلد ۲ ص ۹۹۱، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۵۸۵، عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۲۳ ص ۲۱۰، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۷۴، نسائی جلد ۲ ص ۱۳۳ (۳ سندیں)۔ ٦٤ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۳۲ ص ۱۵۵، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۶، جلد ۲ ص ۲۷۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۲۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۸۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۹۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۳۰۷، کنز العمال حدیث نمبر ۴۶۵۶۷، ترمذی حدیث نمبر ۱۵۴۶، طبقات ابن سعد جلد ۳ جز ۲ ص ۱۴۳۔

وَاِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَا حَقُّ بِالْقَضَاءِ ٦٥

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کی مقدس بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ہمشیرہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر وہ (نذر پوری کرنے سے پہلے) فوت ہوگئی (اَب کیا کرنا چاہئے؟) تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا۔ اگر تیری ہمشیرہ پر کسی کا قرضہ (واجب الادا) ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے یا نہ کرتے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ادا کرتا۔ (تو رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا حق ادا کرو۔ کیونکہ اُس کا حق ادا کرنا تو زیادہ مقدم ہے''۔

بخاری شریف جلد۱ ص۲۴۹ کتاب الحج ''بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے جس میں جھنیہ کی عورت کا واقعہ ہے کہ جس نے اپنی والدہ کی طرف سے حج کے لیے مانی ہوئی نذر کا ذکر کیا تو اُسے بھی حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا ہی جواب اِرشاد فرمایا۔

اِسی طرح سان بن سلمہ جیہنی کی بیوی یا اُس کی پھوپھی کا واقعہ بخاری شریف کتاب الاعتصام جلد۲ ص۱۰۸۸ میں مذکور ہے۔

## حدیث شریف نمبر۵۴

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اَحُجُّ عَنْ اَبِیْ؟ ''کیا میں اپنے باپ کی طرف سے حج کروں؟'' تو نبی کریم رؤف الرّحیم ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ! حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ فَاِنْ لَّمْ تَزِدْهُ خَيْرًا لَمْ

٦٥ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص۲۷۷' شرح السنۃ جلد۷ ص۲۸' بخاری جلد۲ ص۹۹۱' تیسیر الباری جلد۸ ص۴۷۴' عمدۃ القاری جلد۱۲ جز۱۳ ص۲۱۱۔۲۱۰' فتح الباری جلد۱۱ ص۱۵۷' مسند احمد جلد۱ ص۲۴۵' دارمی جلد۳ ۱۲۳۔۱۲۴۔

تَــزِدْهُ شَــرًّا ''ہاں اپنے باپ کے لیے حج کر۔اگر تو اُس کی نیکی نہ بڑھا سکے۔تو اُس کے لیے برائی مت کر''۔ ٦٦

وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اِس مقام پر لکھا ہے:

''باپ کا احسان بہت ہے آدمی کو چاہئے کہ اپنے باپ کی طرف سے اعمال خیر کرے۔جیسے صدقہ اور حج وغیرہ۔اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا ضرور ہے کہ باپ کے ساتھ برائی نہ کرے وہ برائی یہ ہے کہ باپ کو گالیاں دلوائے یا بُرا کہلوائے۔دوسرے لوگوں سے لڑ کر یا اُن کے باپ کو بُرا کہہ کر''۔ ٦٧

ابنِ ماجہ ص ۲۱۴ حدیث نمبر ۲۹۰۴ بَـابُ الْحَجّ عَنِ الْمَيِّتِ (میّت کی طرف سے حج کرنے کا بیان)

## فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا:

### حدیث شریف نمبر ۵۵

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اپنے والدین کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے حج کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمادے گا اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے اُن کو پورا اجر ملے گا''۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سب سے بہتر صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے وصال شدہ رشتہ داروں کی جانب سے حج کیا جائے''۔ ٦٨

### حدیث شریف نمبر ۵٦

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نبی کریم

٦٦ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۰۴۔ ٦٧ سنن ابن ماجہ کتاب المناسک ''باب میت کی طرف سے حج کا بیان'' حاشیہ نمبر ۲۔ ٦٨ شرح الصدور ص ۲۹۳' بحوالہ الجامع لشعب الایمان۔ ٦٩ شرح الصدور ص ۲۹۳' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲۔

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور انہوں نے حج (جو کہ فریضۂ اسلام ہے) ادا نہیں کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تیرے باپ پر کچھ قرضہ ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ عرض کیا، ضرور ادا کرتا۔ فرمایا! یہ (بھی) اُس پر قرض ہے اِسے ادا کر۔" ٦٩ے

## حدیث شریف نمبر ۵۷

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک عورت رسولِ کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میری ماں مر چکی ہے۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ٧٠ے

## حدیث شریف نمبر ۵۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے میّت کی طرف سے حج کیا، تو حج کرنے والے اور جس کی طرف سے حج کیا گیا، دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔ ٧١ے

## حدیث شریف نمبر ۵۹

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم اپنے مُردوں کے لئے جو دُعائیں کرتے ہیں اور جو صدقہ و خیرات کرتے ہیں یا حج کرتے ہیں تو کیا یہ اُن کو پہنچ جاتا ہے؟۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالْهَدِيَّةِ "پہنچتا ہے اور جس طرح تم لوگوں کو کوئی ہدیہ لے کر خوشی ہوتی ہے، اِسی طرح تمہارے اِن تحفوں سے تمہارے اِن فوت شدہ لوگوں کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے"۔

"کتنے واضح طور پر یہ بات ثابت ہے کہ مالی عبادات، صدقات و خیرات،

---

٧٠ے شرح الصدور ص ٢٩٣، مجمع الزوائد جلد ٣ ص ٢٨٢۔ ٧١ے شرح الصدور ص ٢٩٣، مجمع الزوائد جلد ٣ ص ٢٨٢، کنز العمال حدیث نمبر ١٢٣٤١۔ ١٢٣٤٢۔

قربانی وغیرہ اگر مُردوں کی طرف سے ہی کی جائیں تو یہ شرعاً درست ہے۔ ان سے مُردوں کو نفع اور ثواب کا ہونا برحق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بتلایا اور آپ (ﷺ) کی تعلیم کے مطابق صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے اِس پر عمل کیا۔ عہدِ نبوی (ﷺ) میں بھی اور اِس کے بعد بھی''۔

(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب صفحہ ۲۳ من وعن)

## وصال شدہ کی طرف سے روزے

اِس ارض وسماوی کائنات میں صرف اور صرف اِسلام ہی خیر خواہ اور ہمدرد دین ہے۔ اِسلام انسانیت اور دیگر مخلوقاتِ خدا کے لیے رحمت ہی رحمت ہے۔ اِس عظیم دینِ متین کے نور کی شعاعیں صرف اِسی دنیائے فانی کی تیرگی کو دور نہیں کرتیں بلکہ عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت کی آرائش وزیبائش اور شادمانیاں بھی اِسی کی برکت سے ہیں۔ اِس کے ماننے والے اِس دنیا میں ہی فیض یاب نہیں بلکہ قبر وحشر میں بھی اِسی کی بدولت، رحمتِ عالمیاں سیّد وسرور حضرت محمد نورِ جاں علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے کامیابی وکامرانی کی نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں اور نوازے جائیں گے۔ جبکہ موجودہ دور میں بے راہرو اور شدت پسند لوگ مال ودولت اور دھونس کے بل بوتے پر غیر اسلامی عقائد کو لوگوں پر مسلط کر کے اپنے غیر اسلامی جذبات کو تسکین پہنچانے کی لایعنی سعی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ یہ لوگ اِسلام کی عظمت سے بیگانہ ہیں اور تعلیمات محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے بے خبر ہیں۔

قارئینِ کرام کی خدمت میں ''وصال شدہ کی طرف سے روزے'' کی حقیقت بیان کی جاتی ہے تاکہ حقائق کی بنیاد پر یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ ایسے لوگ اپنے غیر اسلامی نظریات میں کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ حالانکہ فرقہ معتزلہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے فرقہ کے نظریات سے اتفاق نہیں

کرتے۔ملاحظہ ہو:۔

"اگر کسی کے ذمہ فرض روزے رمضان المبارک یا کفارہ یا نذر کے ہوں اور اُن کی ادائیگی کے بغیر مر جائے تو ولی یا قریبی رشتہ دار یا سرپرست پر لازم ہے کہ وہ میّت کی طرف سے اُن کو پورا کرے یعنی روزے رکھے یا کم از کم ایک روزہ کے عوض میں ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلائے"۔ (ہفت روزہ الاعتصام جماعت اہلحدیث (غیر مقلدین) کا ترجمان اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد ۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳ صفحہ ۱۴/۲۳۰)

اِسی مکتبہ فکر کے داعی وحید الزماں صاحب نے سنن ابن ماجہ کے بَابُ "مَنْ مَّاتَ وَ عَلَیْهِ صِیَامٌ مِنْ نَذْرٍ" (یعنی جو شخص فوت ہو جائے اور اُس پر نذر کے روزے ہوں) کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حسبِ ذیل روایات کا ترجمہ اور تشریح کی ہے۔

## حدیث شریف نمبر ۶۰

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُخْتِیْ مَاتَتْ وَعَلَیْهَا صِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ اَرَءَیْتِ لَوْ كَانَ عَلٰی اُخْتِكَ دَیْنٌ اَكُنْتِ تَقْضِیْهِ؟ قَالَتْ بَلٰی! قَالَ فَحَقُّ اللّٰهِ اَحَقُّ ۲؎

"یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میری ہمشیرہ فوت ہو گئی اور اُس پر (نذر کے) دو مہینے کے پے درپے روزے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تُو ادا کرتی؟ عرض کیا: جی! (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) فرمایا: تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا حق ادا کرنا زیادہ ضروری ہے"۔

۲؎ ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۸' ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ حدیث نمبر ۷۱۶' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۰' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۲۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۵' (۲ سندیں) جلد ۵ ص ۱۷۹' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۸۵۴' طبرانی جلد ۱۲ ص ۵۰۔

## حدیث شریف نمبر ۶۱

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)

اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْهَا صَوْمٌ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا؟

"یہ کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اُس پر روزہ ہے' کیا میں اُس کی طرف سے روزہ رکھوں"؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: نَعَمْ، ہاں"۔ ۳ے

محولہ بالا دونوں احادیث مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

"جمہور علماء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے یہ دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ میّت پر اگر روزے باقی ہوں تو اُس کا وارث اُس کے بدل روزے نہ رکھے بلکہ ہر روزے کے بدل مسکین کو کھانا کھلا دے۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور اہلحدیث نے بریدہ کی حدیث سے دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ وارث میّت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول ایسا ہی ہے اور نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس کو صحیح کہا ہے اور بعض شافعیہ کا یہ قول ہے کہ ولی کو اختیار ہے۔ خواہ روزے رکھے، خواہ کھانا کھلا دے"۔ (وحید الزماں صاحب)

"حجتہ اللہ البالغہ" میں ہے "دونوں امر جائز ہو سکتے ہیں اور اِس سے احادیث کا اختلاف جاتا رہے گا"۔ "اور ابنِ قیم نے کہا کہ نذر کا روزہ میّت کی طرف سے رکھنا جائز اور فرض اصلی یعنی رمضان کا جائز نہیں اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن کے اصحاب اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ فرض روزہ مثل نماز کے ہے اور نماز کوئی دوسرے کی طرف سے نہیں پڑھ سکتا اور نذر مثل فرض کے ہے تو وارث کا ادا کرنا میّت کی طرف سے کافی ہوگا۔ جیسے قرضے ادا کرنا"۔

---

۳ے حدیث نمبر ۱۷۵۹۔ ۴ے سنن ابن ماجہ مترجم جلد اص ۸۶۷ حاشیہ نمبر ا چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور۔

''اور ظاہر مضمون حدیث کا یہ ہے کہ ولی پر میّت کی طرف سے روزے رکھنا یا کھانا کھلانا واجب ہے خواہ میّت نے اُس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو'' ۴ے

### حدیث شریف نمبر ۶۲

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ'' ۵ے

''جو (ایمان والا) فوت ہو گیا اور اُس پر روزے تھے تو اُس کی طرف سے اُس کا ولی روزے ادا کرے''۔

## روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا:

### حدیث شریف نمبر ۶۳

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ'' ۶ے

''جو (ایمان والا) فوت ہو جائے اور اُس پر ماہ (رمضان المبارک) کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن (کے روزہ) کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے''۔

---

۵ے بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲ 'فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱ 'عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۵۸ 'تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳ ' تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۲۴۰ ' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۶ ' مشکوٰۃ ص ۱۷۸ ' مسلم جلد ۱ ص ۳۶۲ ' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۲ ' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۵۵ ' (دوسندیں) جلد ۶ ص ۲۷۹ ' دارقطنی جلد ۲ ص ۱۹۵ ' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۹ ' نصب الرایہ جلد ص ۴۶۴ ' کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۸۲۱ ' قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۲۵۸ ' مشکل الآثار جلد ۳ ص ۱۴۰ ' مسند احمد جلد ۶ ص ۶۹ ۔ ۶ے ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۷ ' ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ ' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۲۷ ' مشکوٰۃ ص ۱۷۸ ' مرآۃ جلد ۳ ص ۷۷ ۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بَابُ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ جلد ۱ ص ۳۶۲ پر تین روایات مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہیں مگر وہاں ایک عورت سے اُس کی والدہ کے روزوں کا بیان ہے جن میں سے دو روایات ایسی ہیں جن میں ایک ماہ کے روزوں کا تذکرہ ہے جبکہ ایک روایت میں بیان ہے کہ: میری ماں مرگئی اور عَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ "اُس پر نذر کا روزہ تھا"۔

سب احادیثِ مبارکہ میں کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہی جواب ہے جو اوپر والی حدیثِ پاک میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

اِن روایات کے لیے حاشیہ میں لکھی ہوئی کتب بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ۷۷ے

## حدیث شریف نمبر ۶۴

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک عورت نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے۔ اور اُس کے ذمہ پندرہ روزے تھے۔ آپ ﷺ نے اُس کو بھی مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔ ۷۸ے

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِس طرح کی روایت بھی ہے کہ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَيُطْعِمُ عَنْهُ ۷۹ے
"کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے بلکہ بدلہ میں کھانا کھلادے"۔

فِي صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ اَطْعَمَ عَنْهُ وَفِي النَّذْرِ قَضٰى عَنْهُ وَلِيُّهٗ ۸۰ے "رمضان کے روزوں کی صورت میں کھانا کھلائے اور نذر کے روزوں

۷۷ے مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۴، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۵۶، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲، مشکل الآثار جلد ۳ ص ۲۲۱۔۲۲۰۔۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۸۴۹، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۶۴۔ ۷۸ے السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۵۶، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۶۴۔ ۷۹ے السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۵۷۔ ۸۰ے السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۵۷۔

کی صورت میں میت کا ولی روزے رکھے"۔

حدیث شریف نمبر ۶۶۔۶۷

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میّت کے روزوں کے بدلے میں کھانا کھلایا جائے اور ایک روایت میں ہے، مرنے والوں کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ اُن کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ ۸۱

## ایک عورت کی ڈوبنے سے بچنے کے لیے نذر:

حدیث شریف نمبر ۶۸

ایک عورت نے کشتی میں منت مانی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے بچالیا تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے بچالیا۔ مگر (وہ عورت) روزے رکھنے سے پہلے فوت ہوگئی۔ اُس کی بیٹی یا ماں نے سرکارِ کائنات ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو آپ ﷺ نے اُس کی طرف سے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ ۸۲

ابنِ قیم الجوزی نے "کتاب الروح" میں لکھا ہے کہ "روزوں کے بدلہ میں کھانا کھلانے کا ثواب بھی مُردوں کو پہنچ جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: جو "مسلمان فوت ہوجائے اور اُس پر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلا دیا جائے"۔ (جیسا کہ اوپر احادیث مبارک میں گزر چکا ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جو شخص رمضان المبارک میں بیمار ہونے کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو کھانا کھلا دے اب اُس کے ذمہ قضاء نہیں اور اگر روزوں کی منت مان لے تو اُس کی طرف سے اُس کے اولیاء روزے رکھ لیں۔ (کتاب الروح لابنِ قیم)

۸۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۵۷۔ ۸۲ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۴، کتاب الروح۔

## امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصوم کے باب!
''مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ وَّقَالَ الْحَسَنُ اِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُوْنَ رَجُلاً يَوْمًا وَّاحِدًا اجَازَ'' ''یعنی اگر کوئی شخص مرجائے اور اُس کے ذمہ روزے ہوں اور امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر تیس آدمی اُس کی طرف سے ایک دن روزہ رکھ لیں تو بھی کافی ہوگا''۔ ۸۳؎

اِس عنوان سے وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔

یعنی ''اہلحدیث کا مذہب باب کی حدیث پر ہے کہ اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے''۔ ۸۴؎

پھر لکھا ہے ''میّت کی طرف سے حج یا روزے ادا کرنا صاف حدیث سے ثابت ہوتا ہے''۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم نے لکھا ہے کہ ''مسلمانوں نے صحت نذر اور اس کو پورا کرنے کے وجوب پر اجماع کیا ہے''۔ ۸۵؎

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:

''حضرت عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے دو اقوال جن میں اموات کی جانب سے روزے اور نمازوں کی نفی کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک اُن میں توفیق و تطبیق اِس طرح ممکن ہے کہ اثبات کی احادیث کو ''ایصالِ ثواب'' پر محمول کیا جائے اور نفی والے آثار کو ''نیابت'' پر۔ کیونکہ ''روزے اور نمازوں کے ذریعے اموات کو ثواب پہنچایا جا سکتا ہے''۔

نیز لکھا ہے ''صاحب درِمختار'' نے ''وَاِنْ صَامَ اَوْ صَلّٰی عَنْهُ لَا'' کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین سے لکھا ہے: ''مَعْنَاهُ لَا يَجُوْزُ قَضَاءُ عَمَّا

---

۸۳؎ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۱۔ ۸۴؎ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳۔ ۸۵؎ مسلم جلد ۱ ص ۴۴ شرح حاشیہ سطر ۲۔

عَلَى الْمَيِّتِ وَاِلَّا فَلَوْ جَعَلَ لَهٗ ثَوَابَ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ، يَجُوْزُ"

"اِس کا مطلب ہے کہ میّت کے ذمے جو نمازیں یا روزے فرض تھے اُن کی ادائیگی (کے خیال) سے زندوں کا اُس کی جانب سے روزے رکھنا یا نمازیں پڑھنا صحیح نہیں۔ لیکن اگر روزے رکھ کے یا نمازیں پڑھ کے اُس کو ثواب پہنچادے تو یہ جائز ہے"۔

(تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۳۰-۲۹)

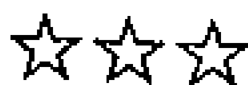
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس شخص پر رمضان المبارک یا نذر کا روزہ قضاء ہو گیا پھر اُسے ادا کرنے کا موقع ملا مگر ادا نہ کیا اور مر گیا تو اُس کا ولی اُس کی طرف سے ادا کردے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اِس طرح ہے کہ روزوں کا فدیہ دے دے۔

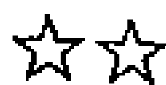
قرآن مجید میں ہے:۔

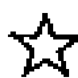
وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (البقرہ:۱۸۴)

"اور جنہیں (روزہ) کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا"۔

اِس سے معلوم ہوا کہ مجبور بوڑھا یا مرض الموت کا مریض جب روزے رکھنے کے قابل نہ رہے تو ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلادے۔ اِسی طرح میّت بھی روزے رکھنے سے معذور ہے۔ اِس لئے میّت کی طرف سے اُن قضاء روزوں کے بدلہ میں مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے۔ ایسا کرنے سے وصال شدہ کو روزوں کا ثواب پہنچے گا۔







# واقعات

## (واقعہ نمبر ۱)

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کرنا:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ "دُرُّ الثَّمِیْنِ فِی مُبَشَّرَاتِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صلی اللہ علیہ وسلم: میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں۔

اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِی الْوَالِدِیْ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ فَلَمْ یُفْتَحْ لِیْ سَنَةً مِنَ السِّنِیْنَ شَیْئٌ اَصْنَعُ بِهٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمَّصًا مُقْلِیًا فَقَسَّمْتُهٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَأَیْتُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ وَبَیْنَ یَدَیْهِ هٰذَا الْحِمَّصَ مُتَبَهِّجًا بَشَّاشًا [1]

"میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روز (میلاد پاک کی خوشی میں) کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں خوان پکواتا، میرے پاس بھنے ہوئے چنے تھے۔ میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ

[1] ص ۴۰ مترجم سنی دارالاشاعہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد فتاویٰ رشیدیہ (دیوبندی) ص ۲۳۲ چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

ﷺ بہت ہشاش بشاش ہیں"۔

رشید احمد گنگوہی صاحب اِس واقعہ کو فتاویٰ رشیدیہ میں ص ۴۳۲ پر نقل کر کے لکھتے ہیں "ایصالِ ثواب ہر روز درست اور موجبِ ثواب ہے۔کوئی تاریخ و وقت شرع میں موقت نہیں۔روزِ ولادت اور روزِ وفات بھی درست ہے۔پس اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے اور عوام کو بھی اس طرح کے ایصال میں ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔سب کے نزدیک درست ہے۔ [۲]

نوٹ: اب تو غیر مقلدین اور دیو بندی سبھی تمام کام وقت مقرر کر کے ہی کرتے ہیں۔لیکن میلاد النبی ﷺ اور بزرگان دین کے ذکرِ خیر کے لیے وقت کے تقرر سے خدا معلوم اُن کو کیا پریشانی ہے؟۔

## (واقعہ نمبر۲)

### از: انفارس العارفین:

می فرمودند در ایام وفات حضرت رسالت پناہ ﷺ چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعامی پختہ شود وقدرے نخود بریاں وقند سیاہ نیاز کردم۔شبے در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت ﷺ عرضہ میدارند ودراں میان آں نخود بریاں وقند سیاہ نیز معروض داشتند بہ نہایت ابتہاج وبشاشت اقبال فرمودند وآنرا طلبیدند وچیزے ازآں تناول کردند وباقی در صحاب قسمت فرمودہ اند [۳]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں "میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے تھے رسول کریم ﷺ کے وصال کے دن میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کی نیاز پکاتا۔ میرے پاس بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ تھا' میں نے بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ نیاز کے طور پر تقسیم کر دیئے۔رات کو میں نے خواب میں واقعہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ

[۲] فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۲ [۳] ص: ۴۱ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اینڈ سنز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

کی بارگاہِ اقدس میں قسم قسم کے کھانے پیش ہیں اور سب کے درمیان بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور اُن میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی دوستوں میں تقسیم فرمادیئے''۔

(واقعہ نمبر۳)

## حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز اور مرید:

''نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اُس نے کہا' میں اپنی اماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اِس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اِس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اِس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپ نے اِس پر یہ فرمایا کہ اِس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اِس کے مکاشفہ سے ہوگئی'' [۱]

(واقعہ نمبر۴)

## شیخ ابویزید قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک نوجوان:

''شیخ ابویزید قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اُس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی

[۱] ''تحذیر الناس'' ص ۴۴ (من وعن) از قاسم نانوتوی صاحب بانی دیوبند چھاپہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)۔

نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہے۔ جنت و دوزخ کا بھی اُس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اُس کی صحت میں کچھ تردّد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے' اُس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں اُس کی گھبراہٹ کو دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اُس کی ماں کو بخش دوں جس سے اُس کی سچائی کا مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے' جو اپنے لئے پڑھے تھے' اُس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اِس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا، چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے اِس قصہ سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو اِس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اُس کا تجربہ ہوا، دوسرے اُس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا"۔ ۵

## (واقعہ نمبر ۵)

## ایک کُردی ڈاکو!

کُرد ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اِس میں ایک شخص مشہور ڈاکو تھا۔ وہ اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ڈاکہ مارنے کے لئے جا رہا تھا' راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے وہاں میں نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت ہیں۔ دو پر تو خوب پھل آ رہا ہے اور ایک بالکل خشک ہے۔ ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھل دار درختوں پر سے تر و تازہ کھجور اپنی چونچ میں لے کر اُس خشک درخت پر جاتی ہے' ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے دس مرتبہ اُس چڑیا کو کھجور لے

۵ "فضائلِ ذکر" (من وعن) "فصل سوم از محمد زکریا صاحب دیوبندی)

جاتے دیکھا تو مجھے یہ خیال ہوا کہ اِس چڑیا کو دیکھوں کہ یہ چڑیا اِس کھجور کا کیا کرتی ہے؟ میں نے درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور یہ چڑیا تروتازہ کھجور اُس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر اِس قدر عبرت ہوئی کہ میں رونے لگا۔ میں نے کہا مولا! یہ سانپ جس کے مارنے کا حکم تیرے نبی ﷺ نے دیا تو جب یہ اندھا ہو گیا تو تُو نے اِس کو روزی پہنچانے کے لیے چڑیا کو مقرر کیا اور میں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا' میں لوگوں کو لوٹنے میں لگا ہوں۔ یہ کہنے پر میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ میں نے اُسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوٹنے میں کام دیتی تھی۔ اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا' اقالۃ اقالۃ (درگزر' درگزر) چلّانے لگا۔ مجھے غیب سے آواز آئی ہم نے درگزر کر دیا' ہم نے درگزر کر دیا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا وہ کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے کہا میں مہجور تھا' اب میں نے صلح کر لی یہ کہہ کر میں نے اپنا سارا واقعہ اُن کو سنایا' وہ کہنے لگے ہم بھی صلح کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر سب نے اپنی اپنی تلواریں توڑ دیں۔ ہم سب لوٹ کا سامان چھوڑ کر اور احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے چل دیئے۔ تین دن چل کر ایک گاؤں میں پہنچے تو ایک اندھی بوڑھیا ملی اُس نے ہم سے میرا نام لے کر پوچھا کہ تم میں اِس نام کا کوئی ''کُردی'' ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہے۔ اُس نے کچھ کپڑے نکالے اور کہا کہ تین دن ہوئے میرا لڑکا مر گیا۔ اُس نے یہ کپڑے چھوڑے۔ میں تین دن سے روزانہ حضورِ اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھ رہی ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اِس کے کپڑے فلاں ''کُردی'' کو دے دو۔ وہ کُردی کہتے ہیں کہ وہ کپڑے میں نے لئے اور ہم سب نے اُن کو پہنا''۔ [۶]

[۶] ''فضائل صدقات'' جلد ۲ ص ۲۹۷ از محمد زکریا دیوبندی صاحب چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی ۔

(نوٹ: اِس سے معلوم ہوا کہ وصال شدہ کی طرف سے نیک لوگوں کو کپڑے دینا بھی جائز ہیں!)

## (واقعہ نمبر ۶)

## حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ العزیز اور حاجی حبیب مرحوم

حاجی حبیب صاحب مرحوم، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے خاص خادموں میں سے تھے۔ بہت خدمت اور ریاضت کرتے تھے اور سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے، بیان کرتے تھے کہ اجمیر شریف میں جب میں آپ کی خدمت میں تھا تو ستر ہزار بار کلمہ طیّبہ پڑھ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اتنا ختم کیا ہے اور اِس کا ثواب میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فوراً اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دُعا کی اور دوسرے دن حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جس وقت میں دُعا کر رہا تھا۔ فرشتوں کی فوجیں اُس کا ثواب لے کر آسمان سے آ رہی تھیں۔ وہ اِس قدر تھیں کہ زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی اور یہ ختم میرے معاملے میں بہت مفید ثابت ہوا'' (حاجی حبیب مرحوم فرماتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا ایک ہزار دانے کی تسبیح تیار کریں اور آپ ہمیشہ تنہایوں میں اُس پر کلمہ طیّبہ کا ذکر زبان سے لیکن دل کی موافقت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور جمعۃ المبارک والی رات کو حلقہ میں تسبیح حاضر کی جاتی تھی اور اجتماعی طور پر ایک ہزار بار درود شریف حضورِ انور ﷺ کے لیے پڑھا جاتا تھا۔ آپ کے تسبیح لینے کی ابتداء اِس طرح سے ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مجھ (یعنی حاجی حبیب) سے فرمایا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اِس پر تعجب نہ کرو۔ میں اپنا حال بھی تم کو بتاتا ہوں کہ میں ہر رات تہجد کے بعد اور سحر کے وقت پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر، محمد عیسیٰ، محمد فرخ اور اُمِ کلثوم (اپنے بچوں) کو، جو فوت ہو چکے

ہیں بخشتا تھا۔ اب پھر ہر رات محمد عیسیٰ کی روح، سحر کے وقت آتی ہے اور مجھے بیدار کرنے کے بعد چلی جاتی ہے اور وہ اپنے بھائی محمد فرخ اور اپنی بہن ام کلثوم کی روحوں کو بلا کر لاتی ہے کہ چلو والد صاحب بیدار ہو گئے ہیں۔ جب تک میں وضو کر کے تہجد پڑھتا اور کلمہ طیّبہ کو ختم کرتا، وہ روحیں میرے گرد و پیش رہتیں۔ اِسی طرح جس طرح ایک ماں روٹی تیار کرتی ہے اور چھوٹے بچے اُس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ تاکہ انہیں روٹی دے دے۔ جب میں کلمہ طیّبہ کا ثواب اُن کو بخش دیتا تھا تو وہ روحیں چلی جاتی تھیں۔ ۷

## (واقعہ نمبر ۷)

### درویشوں کے لیے کھانا:

حضرت مجدّد الف ثانی شیخ سرہندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں، ایک دن میں اپنے ایک فرزند مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے فقیروں اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کر رہا تھا۔ اِسی اثناء میں میری زبان پر یہ بات آئی ہے کہ یہ صدقہ ہم سے کیوں کر قبول ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○ (المائدہ: ۲۷) ”اللہ تبارک وتعالیٰ متقیوں سے قبول فرماتا ہے“۔ میں اِسی تردّد میں تھا کہ حضرت حق جل جلالہ کی طرف سے آواز آئی کہ اِنَّکَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ”بے شک تم متقیوں میں سے ہو“۔ ۸

## (واقعہ نمبر ۸)

### فاتحہ کے لیے کھانے کا اہتمام:

حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادوں کے لیے فاتحہ کے

---

۷ نزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۸۹ مترجم از حضرت مولانا عبدالرحمٰن صفوری شافعی علیہ الرحمہ۔
۸ ”حضرات القدس“ (فارسی) مرتبہ حضرت شیخ بدرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ، مکاشفہ نمبر ۶ صفحہ ۹۵، چھاپہ محکمہ اوقاف، پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء)۔

واسطے کھانا تیار کرایا جو آپ کے سامنے وفات پا چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ توجہ کثیر کے بعد وہ کھانا مقبول ہوا اور ایسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کھانے کے خوان لا رہے ہیں اور اُن کی قبروں میں پہنچا رہے ہیں اور بہشت کے ایک چمن میں اُن کو جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ سب کھانا وہاں جمع ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور وہ تمام کھانا اُن کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ اِس کے بعد دیکھا کہ اُن میں بلندی کی طرف جانے کی استعداد پیدا ہو گئی اور وہ عروج میں مصروف ہو گئے اور جب وہ بہت اوپر چلے گئے تو ایک بہشت ظاہر ہوئی جس میں انتہائی رفعت، منزلت، تازگی اور طراوت تھی پس وہ اُس بہشت میں داخل ہو گئے۔

چونکہ آپ نے ایصالِ ثواب میں تمام مومنین، مومنات اور ملائکہ عالیہ کو بھی شامل فرما لیا تھا۔ اِس لئے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر کو نہیں دیکھا جہاں وہ کھانا نہ پہنچا ہو اور کوئی بہشت ایسی نظر نہیں آئی جو اِس کھانے سے خالی ہو۔ اِسی طرح جب کبھی آپ مُردوں کی روحانیت کے لیے ایصالِ ثواب فرماتے تھے تو اِسی طرح مکاشفات ہوتے تھے۔ ۹

## (واقعہ نمبر ۹)

## حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا واقعہ:

پیش ازیں بچند سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا می ساخت و بآں سرور و حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرات امامین راضم می کرد و علیہم الصلوات والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آں سرور حاضر ست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر برایشاں عرض سلام می کند متوجہ فقیر نمی شوند و بجانب دیگر دارند۔ دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد۔ ازیں فرمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں

۹ "حضرات القدس" ص ۱۰۱، فارسی مکاشفہ نمبر ۱۷۔ ۹ "حضرات القدس" ص ۱۰۹، مکاشفہ نمبر ۴۸

آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را دران طعام شریک نمی ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک می ساخت۔ [۱۰]

"اِس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت یہ تھی کہ اگر (ایصال ثواب کے لیے) کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا کی روحانیت مطہرہ کے لیے مخصوص کرتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ (ایصالِ ثواب میں) حضرت امیر' حضرت فاطمہ اور حضرات امامین کریمین رضی اللہ عنہم کو ملاتا تھا۔ ایک رات (یہ فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام تشریف فرما ہیں۔ فقیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کی جانب توجہ نہیں فرماتے اور چہرہ مبارک فقیر کی جانب کی بجائے دوسری طرف رکھتے ہیں۔ اِس دوران میں فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیجے۔ اُس وقت معلوم ہوا کہ توجہ مبذول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ فقیر حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اِس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا۔ اِس کے بعد سے حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جو کہ اہل بیت ہیں شریک کرتا۔"

## (واقعہ نمبر ۱۰)

### ایک سال سے ثواب کی تقسیم:

حضرت قاضی ابو بکر بن عبد الباقی انصاری نے سلمہ بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں حماد مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان کی طرف گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ قبر والے حلقہ

[۱۰] مکتوب نمبر ۳۶ دفتر نمبر ۲ حصہ نمبر ۶ ص ۸۵ چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

درحلقہ کھڑے ہیں تو میں نے اُن سے دریافت کیا' کیا قیامت قائم ہوگئی؟ انہوں نے کہا نہیں' ہاں! البتہ ہمارے ایک بھائی نے سورۃ الاخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کررہے ہیں۔ [۱۱]

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِذْ دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَؤُا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ' قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ وَ مُعَوِّذَتَيْنِ وَاجْعَلُوْا ذٰلِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّهُ يَصِلُ اِلَيْهِمْ [۱۲] "جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ الفاتحہ' سورۃ الاخلاص اور معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھو اور اِن کا ثواب قبروں والوں کو پہنچا دو کیونکہ یہ انہیں پہنچتا ہے"۔

## (واقعہ نمبر ۱۱)

## درود شریف کی برکت سے بخشش:

ایک عورت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہوگیا' میری یہ تمنا ہے کہ میں اُس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ **التکاثر** پڑھ اور اِس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک درود شریف پڑھتی رہ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اُس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے، تارکول کا لباس اُس پر ہے، دونوں ہاتھ اُس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اُس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ عورت صبح اُٹھ کر پھر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُس کی طرف سے صدقہ کر، شاید اللہ جل جلالہ اِس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرمادے۔ اگلے دن حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک نہایت خوبصورت حسین وجمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اُس کے سرپر

[۱۱] شرح الصدور ص ۲۹۶۔ [۱۲] شرح الصدور ص ۲۹۷۔

ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی! اے حسن بصری رضی اللہ عنہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں' حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا! نہیں۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو آپ نے دُرود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ماں نے تو تیرا حال اِس کے بالکل برعکس بیان کیا تھا' جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا میری حالت وہی تھی جو میری ماں نے بیان کی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوگیا؟ اُس نے کہا ہم ستر ہزار لوگ اِس عذاب میں مبتلا تھے، جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا تھا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا ہمارے قبرستان میں سے گزر ہوا' انہوں نے ایک دفعہ دُرود شریف پڑھ کر اُس کا ثواب ہم سب کو پہنچادیا۔ اُن کا دُرود شریف' اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں ایسا مقبول ہوا کہ اُس کی برکت سے ہم سب لوگ اُس عذاب سے آزاد کردیئے گئے اور اُن بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔[۱۳]

## (واقعہ نمبر ۱۲)

## حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے نفل:

حضرت صالح بن درہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم حج کرنے جارہے تھے کہ ایک شخص ملا، اُس نے کہا کیا تمہارے قریب کوئی بستی ہے جسے ''ابلہ'' کہتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں! اُس نے کہا تم میں سے کون اِس کا ضامن بنتا ہے کہ ''مسجدِ عشار'' میں میرے لیے دو یا چار نفل پڑھ لے اور کہہ دے کہ یہ نماز حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ہے ''میں نے اپنے محبوب حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' وہ فرماتے تھے کہ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ عزّ وجل) قیامت کے دن ''مسجدِ عشار'' سے ایسے شہید اٹھائے گا کہ اُن کے سوا شہدائے بدر کے ساتھ کوئی

[۱۳] ''فضائل درود شریف'' ص ۱۰۶ تاج کمپنی لاہور۔ ''مکاشفۃ القلوب'' میں اسی قسم کا واقعہ مختلف الفاظ سے رقم ہے ص ۳۹ عربی دار احیاء العلوم بیروت۔

نہ کھڑا ہوگا''۔ ۱۴۱

دو چار نفل پڑھ کر اِس لفظ سے ایصالِ ثواب کردے کہ اپنی یہ نماز جو ہم نے پڑھی ہے' یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے' اِس کا ثواب انہیں ملے۔ اِس سے معلوم ہوا نفل نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے۔ کسی کی بھی طرف سے مثلاً بزرگانِ دین یا والدین کی طرف سے ثواب کے لیے نفل نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔ نیز اِس سے یہ ثابت ہوا کوئی نیکی کر کے کسی دوسرے کو اِس طرح ثواب بخشنا کہ خدایا اِس کا ثواب فلاں کو ملے، بالکل جائز ہے اور یہ سنّتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ لٰہذا فاتحہ اور ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے۔ اپنے سے بڑے کو ثواب بخشنا بھی جائز ہے۔ اگرچہ وہ کیسی شان کا مالک ہے۔

## (واقعہ نمبر ۱۳)

## امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے رجوع کا واقعہ:

اِن (حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بات حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے نقل کی ہے لیکن اِس کے بعد انہوں نے رجوع کرلیا تھا۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک نابینا شخص کو قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابوعبداللہ (یہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا وہ ثقہ (بااعتماد)

---

۱۴۱ مشکوٰۃ ص ۴۶۸' ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۴' اشعۃ اللمعات فارسی جلد ۴ ص ۱۵۹' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۱۵۹۔

ہیں۔حضرت محمد بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے حضرت مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن علاء کے بارے میں بتایا کہ اُنہوں نے وصیت کی تھی کہ جب اُن کا انتقال ہوجائے تو اُن کی قبر کے پاس سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات مبارکہ(الم سے هم المفلحون تک)اور آخری حصّہ (لله مافی السموات سے سورت کے آخیر تک) پڑھا جائے۔انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اِس بات کی وصیت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ اُس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھے۔حضرت خلال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوعلی حسن بن ہشیم بزار نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اُس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو قبرستان میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا۔[۱۵]

(واقعہ نمبر ۱۴)

## قبر کے پاس قرآن خوانی:

شیخ موفق بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ جو اپنے دور میں حنبلیوں کے امام تھے فصل قال: وَلَا بَأْسَ بِالْقِرَأَةِ عِندَا لْقَبْرِ "فصل: فرماتے تھے قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں' اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَاقْرَأُ وْا آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَثَلَاثَ مَرَّاتٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ جب تم قبرستان میں داخل ہوتو ایک مرتبہ آیت الکرسی اور تین مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھو پھر کہو: اَللّٰهُمَّ اِنَّ فَضْلَهٗ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ "یا اللہ بے شک اِس کا ثواب قبرستان والوں کے لئے ہے"۔[۱۶]

[۱۵] "المغنی" لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۷۔۵۱۸۔ [۱۶] المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۸۔

## (واقعہ نمبر ۱۵)

## کافر کے لیے ایصالِ ثواب نہیں:

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل (یہ کافر تھا اُس) نے (اپنے بیٹوں کو) وصیت کی کہ (اُس کے مرنے کے بعد) اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ چنانچہ اُس (کے ایک) بیٹے (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ جو قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ہی اسلام لے آئے تھے) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے۔ پھر اُس کے دوسرے بیٹے (حضرت) عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں) نے ارادہ کیا کہ اُس کی طرف سے باقی پچاس غلام آزاد کر دوں تو اُنہوں نے کہا (پھر میرے دل میں خیال آیا) کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر ہی ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے باپ نے وصیت کی تھی (کہ اُس کے مرنے کے بعد) سو غلام آزاد کرنا۔ (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں اور پچاس باقی ہیں، تو کیا میں اُس کی طرف سے غلام آزاد کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّہٗ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْہُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْہُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْہُ بَلَغَہٗ ذٰلِکَ** [1] "اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے، صدقہ دیتے یا اُس کی طرف سے حج کرتے تو اُسے اِن اعمال کا ثواب پہنچتا۔" (اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صدقہ کافر کے لیے مفید نہیں ہے۔ اور اُسے عذاب سے نجات نہیں دلائے گا۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مالی اور بدنی عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے)۔

---

[1] ابوداؤد جلد۲ ص ۴۳، مشکوٰۃ ص ۲۴۴، عربی السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۷۹، المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱ مختصراً۔

# ضمیمہ

آیا میّت کے لیے قرآن پڑھنے سے میّت کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ جمہور سلف اور آئمہ مجتہدین ثواب پہنچنے کے قائل ہیں۔ مگر حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔ اُن کی دلیل یہ آیت ہے کہ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی ○ ''انسان کو اُسی کی کوشش کا بدلہ ملے گا''۔ لیکن اِس آیت مبارکہ کا جواب چند وجوہ سے دیا گیا ہے:

اوّل تو یہ کہ یہ آیت منسوخ ہے (یعنی اِس کا حکم منسوخ ہے)۔ اِس آیت سے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُن کے بعد اُن کی ذریت آئی''۔ اِس آیت مبارکہ کا مفاد یہ ہے کہ بیٹوں کو باپ کی نیکی سے جنت میں داخل کر دیا گیا۔

دوم یہ کہ یہ آیت قوم ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ خاص ہے، لیکن یہ اُمتِ مرحومہ تو اِس کو وہ بھی ملے گا جو خود کرے گی اور وہ بھی جو اِس کے لئے کیا جائے گا۔ یہ قول عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

تیسرے یہ کہ انسان سے مراد یہاں کافر ہے اور مومن اِس سے مستثنیٰ ہیں، یہ قول ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

چوتھے یہ قانونِ عدل ہے اور دوسرے کے کئے سے فائدہ کا پہنچنا اُس کا فضل ہے۔ یہ حسین بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

پانچویں لام بہ معنی علیٰ ہے کہ انسان کو ضرر اُس کو اپنے کئے ہوئے گناہ کا ہوگا، نہ کہ دوسرے کا۔ جو حضرات ثواب کے پہنچنے کے قائل ہیں وہ یہی قیاس کرتے

ہیں کہ جب حج، صدقہ، وقف، دُعا، قراءۃ کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو دوسری عبادات کا بھی پہنچ سکتا ہے۔ عرصۂ قدیم سے مسلمان اپنے مُردوں کے لیے جمع ہو کر قرآن (مجید) پڑھتے رہے اور کسی نے انکار نہ کیا۔ اِس سے اجماعِ مسلمین بھی ثابت ہوتا ہے یہ سب کچھ حافظ شمس الدین بن عبد الواحد المقدسی حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک رسالہ میں ذکر کیا۔

قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شیخ عزیز الدین بن سلام ایصالِ ثواب کے قائل نہ تھے۔ جب اُن کا انتقال ہو گیا تو بعض لوگوں نے اُن کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ دنیا میں ایصالِ ثواب کے قائل نہ تھے، اب کیا حال ہے؟ تو کہا کہ ہاں پہلے تو یہی کہتا تھا مگر اَب معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے اور اَب میں نے رجوع کر لیا ہے۔

قبر پر قرآن مجید پڑھنے کے بارے میں ہمارے اصحاب نے جواز کا قول بیان کیا ہے۔ زعفرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حرج نہیں۔

(۱) نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "شرح مہذب" میں کہ زیارت کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآن مجید پڑھے اور دُعا کرے۔ اِس پر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح بھی ہے اور اُن کے اصحاب بھی اِس پر متفق ہیں اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر قرآن مجید ختم کریں تو افضل ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے اِس کا انکار کرتے تھے کیوں کہ اُن کو اِس سلسلہ میں کوئی حدیث شریف نہ ملی تھی۔ لیکن جب اُن کو وہ حدیث شریف ملی جس کے ابن عمر اور علاء بن حلاج رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں اور وہ حدیث شریف مرفوع ہے، تو رجوع کر لیا۔

(۲) خلال نے جامع میں شعبی سے روایت کی کہ جب انصار کا کوئی آدمی مرجاتا تو وہ اُس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن مجید پڑھتے۔

(۴) عبدالعزیز جو خلال کے ساتھی ہیں، انہوں نے روایت کی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں سورت ''یٰسین'' پڑھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی برکات سے مُردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اور پڑھنے والے کو مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔

قرطبی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ کہ ''اپنے مُردوں کے پاس (سورت) یٰسین پڑھو'' دو احتمال رکھتی ہے۔ ایک تو یہ کہ مرتے وقت اور دوسرا یہ کہ قبر پر۔ پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبدالواحد مقدسی کا ہے اور ہمارے علماء متاخرین میں سے محبّ طبری نے اِس کو عام رکھا۔ امام غزالی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے احیاء میں اور عبدالحق (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے ''عاقبت'' میں بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اِخلاص اور معوذتین پڑھو اور اُن کا ثواب اہلِ قبر کو پہنچا دو کیونکہ یہ پہنچتا ہے۔

قرطبی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور میّت کو سننے کا ثواب ہے۔ اِسی لیے تو نص قرآنی کے بموجب قرآن کے سننے والے پر رحم ہوتا ہے۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے والے دونوں کا ثواب مُردے کو پہنچا دے۔ احناف کے ''فتاویٰ قاضی خان'' میں ہے کہ جو میّت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن (مجید) پڑھے، ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر جگہ کی قرأت سننے والا ہے۔

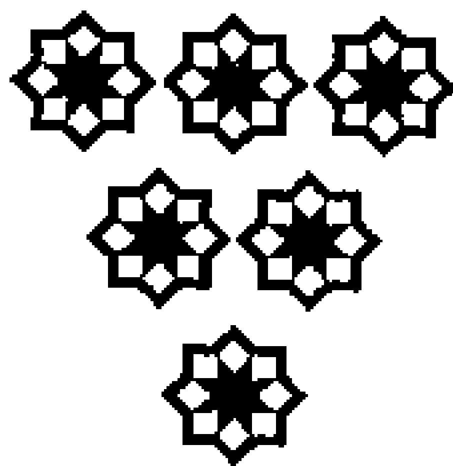
## فصل:

قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض علماء نے میّت کو ثواب پہنچنے پر ''حدیث عیب'' سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرمایا ''کہ دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ

منگوائی اور اُس کے دوٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا لگادیا' اور فرمایا: کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی''۔ ۱۸

خطابی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں کہ علی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اِس کے معنی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہیں' سبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں' خطابی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے علاوہ دیگر علماء کہتے ہیں کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ درختوں وغیرہ کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے تو اگر مومن قبر کے پاس قرآن (مجید) پڑھا جائے گا تو کیا حال ہوگا؟ پھر محولہ بالا حدیثِ مبارکہ قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل ہے۔

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی وصیت تھی کہ جب میں مرجاؤں تو قبر میں میرے ساتھ دوٹہنیاں رکھ دینا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ کرماں اور قومس کے درمیان ایک ویرانے میں وفات پاگئے تو ساتھیوں نے وصیت کے لئے ذکر کیا مگر وہاں شاخیں نہ ملیں' ابھی وہ حیران ہی تھے کہ کیا کریں کہ اچانک سجستان کی جانب سے کچھ سوار آتے دکھائی دیے۔ اُن کے پاس کچھ شاخیں تھیں' انہوں نے دوشاخیں اُن سے لے لیں' اور انہیں قبر میں ساتھ ہی رکھ دیا۔ ۱۹



۱۸ بخاری جلد ۱ ص ۳۵' ابوداؤد جلد ۱ ص ۴' مسلم جلد ۱ ص ۱۴۱' دارمی جلد ۱ ص ۱۰۰' نسائی جلد ۱ ص ۲۹۔۱۲' ابن ماجہ ص ۲۹' صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۳۲۳۔ ۱۹ از شرح الصدور للسیوطی علیہ الرحمہ (ص ۲۹۵ تا ۲۹۸)۔

# خلاصۂ کلام

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمان کے لیے مرنے کے بعد ایصالِ ثواب کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ سب جائز ہیں۔ مسلمان کو دُعا' استغفار' صدقات' خیرات' نفلی عبادات' قربانی' روزہ' حج' کپڑے پھل' کھانا' تلاوت قرآن مجید اور دیگر اعمال صالحہ کا ثواب پہنچتا ہے۔''ایصالِ ثواب'' کی صورت ''قل شریف'' کی پڑھائی سے ہو یا ''تیجے'' یا ''دسویں دن'' کے اہتمام سے یا ''چالیسویں'' کے نام سے' یہ تمام صورتیں اور معین ایام، سب کا مقصد ''ایصالِ ثواب'' ہے۔ جب دل میں کجی نہ ہو' شعور بالغ ہو تو بات سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کا صدقہ ہر کلمہ گو کو نورِ ایمان' عقلِ سلیم اور فہمِ دین نصیب فرمائے۔ آمین!

# قُل شریف اور چالیسویں کے موقع پر

قُل شریف اور چالیسویں کی محفل کی غرض وغایت دُعا اور ایصالِ ثواب ہوتی ہے۔ اِس موقعہ پر طرح طرح کے کھانے پکانا درست نہیں ہے۔ سادگی اور وَن ڈِش ہی کافی ہے۔ قرض لے کر ایسا کرنا بہت قبیحہ ہے۔ قُل شریف اور چالیسواں نفلی عبادت ہے، حج فرض ہے، حج قرض لے کر نہیں کیا جاتا۔ اِس لئے برادری کو خوش کرنے کے لئے قرض لے کر دیگیں پکا کر قُل شریف یا چالیسویں کا اکٹھ کرنا درست نہیں ہے۔ جس کو استطاعت نہیں اُس کے لئے دُعا واستغفار کرنا ہی کافی ہے۔ صاحبِ استطاعت لوگوں کو ایسے مواقع پر اشاعتِ دین کا فریضہ ادا کرنا چاہئے۔ لوگوں میں دینی کتابیں تقسیم کرنی چاہئیں۔ مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) کی کتابیں۔ (۱) قل شریف کیا ہے؟ (۲) ایصالِ ثواب۔ (۳) چالیسواں کیا ہے؟ میلادالنبی ﷺ (۴) آدابِ دُعا اور اوقاتِ قبولیت (۵) عظیم قرآنی دُعائیں (۶) والدین واولاد کے حقوق اور دیگر تصنیفات وتالیفات تبلیغی مقاصد کے لئے دستیاب ہیں، جو عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے لکھی گئی ہیں، انہیں تقسیم کریں۔

**ملنے کا پتا:** جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III گجر پورہ جاپانہ سکیم لاہور

الداعی الی الخیر:

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور

A-977 بلاک بی III گجر پورہ لاہور۔ 042-6846677

http://www:seedharastah.com

## منیر احمد یوسفی (ایم-اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

## کی تالیف کردہ کتابیں

یوسف مصرِ محبت ---------------- ہدیہ 150 روپے

ایصال ثواب ---------------- ہدیہ 30 روپے

حدیث قسطنطنیہ ---------------- ہدیہ 25 روپے

آدابِ دُعا ---------------- ہدیہ 80 روپے

قُل شریف کیا ہے؟ ---------------- ہدیہ 40 روپے

عظیم قرآنی دُعائیں ---------------- ہدیہ 75 روپے

مسجد اور امامت ---------------- ہدیہ 30 روپے

مسائل قربانی ---------------- ہدیہ 30 روپے

عید میلاد النبی ﷺ ---------------- ہدیہ 40 روپے

آخری چہار شنبہ ---------------- ہدیہ 30 روپے

نکاح نصف دین ہے ---------------- ہدیہ 30 روپے

والدین اور اولاد کے حقوق ---------------- ہدیہ 75 روپے

ہمسایوں کے حقوق ---------------- ہدیہ 30 روپے

ختم کے معانی ---------------- ہدیہ 30 روپے

مجھے نماز سے پیار ہے ---------------- ہدیہ 40 روپے

تحفہ معراج شریف نماز ---------------- ہدیہ 30 روپے

سجدہ تعظیمی حرام ہے ---------------- ہدیہ 30 روپے

شفاء بوسیلہ قرآن مجید و منزل ---------------- ہدیہ 30 روپے

رمضان المبارک کے فضائل و مسائل ---------------- ہدیہ 50 روپے

علاماتِ قیامت ---------------- ہدیہ 30 روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ، 977-A بلاک بی III گجر پورہ، چائنہ سکیم لاہور۔

# دین حنیف کا ترجمان

## ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی

کے لیے عام فہم اور آسان سلیس اُردو

میں بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دورِ

جدِید میں

منفرد حیثیت کا حامل

زیرادارت

**منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)**

---

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ بلاک بی III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔

فون: 6823128 موبائل: 0300-4274936

نگینہ پرنٹرز: 6300425